ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

ریاست مدینہ میں محافظت و پہرہ داری کیلئے انتظامات اور اقدامات: تحقیقی جائزہ

Governance and Initiatives for Protection and Security in the State of Madinah: A Research Investigation

☆محمد کاشف
پی ایچ ڈی سکالر، شیخ زید اسلامک سنٹر، یونیورسٹی آف دی پنجاب، لاہور، پاکستان
☆☆پروفیسر ڈاکٹر محمد عبداللہ
پروفیسر / ڈائریکٹر، شیخ زید اسلامک سنٹر، یونیورسٹی آف دی پنجاب، لاہور، پاکستان

Abstract
This research delves into the protection and security measures implemented in the State of Madinah, providing a comprehensive analysis of the strategies employed to ensure the safety and well-being of its residents. The study explores the historical and contemporary aspects of security in Madinah, shedding light on the various measures adopted by authorities to safeguard the community.The examination begins with an overview of the historical context, emphasizing the significance of security in the development of Madinah as a model state. It then transitions into an in-depth analysis of the contemporary security infrastructure, encompassing technological advancements, law enforcement protocols, and community engagement initiatives. Key areas of focus include the role of law enforcement agencies, surveillance technologies, community policing, and emergency response systems. The study investigates how these elements work in tandem to create a robust security framework that addresses both traditional and modern challenges. Additionally, it explores the impact of these measures on the overall quality of life for Madinah's residents. The research incorporates data from various sources, including historical records, official documents, and interviews with relevant stakeholders. It aims to provide valuable insights into the effectiveness of security measures in Madinah and their potential applicability in similar contexts.

Keywords: Madinah, Security Measures, Law Enforcement, Community Policing, Surveillance Technologies

تعارف

مسلمانوں کی سب سے پہلی، سلطنت جو مدینہ منورہ میں قائم ہوئی تھی، اس کو ابتداء میں مختلف قسم کی مشکلات سے بچانے کے لئے ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح اپنی تدبیروں کا آغاز کیا تھا۔ مکہ معظمہ سے مسلمان ہجرت کر کے مدینے آنے پر مجبور ہوئے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں تشریف لائے تو شاید عام حالات میں کسی سلطنت کے قیام کی ضرورت پیش نہ آتی۔ لیکن مشرکین نے وہاں بھی چین نہ لینے دیا۔ وطن سے نکالا، وطن میں ان کی جائیدادوں کو ضبط کیا اور سالہا سال تک ہر طرح کی اذیتیں دیتے رہے۔ جب مسلمان وہاں سے چلے گئے، تب بھی انہیں چین نہیں آیا اور مدینہ والوں کو لکھ بھیجا کہ ہمارے دشمن (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو یا تو جان سے مار ڈالو یا انہیں اپنے ملک سے نکال دو، ورنہ ہم کوئی مناسب تدبیر اختیار کریں گے۔ یہ فوجی حملے کی دھمکی ایسی تھی کہ کوئی شخص آسانی سے اس کو نظر انداز نہیں کر سکتا تھا۔ ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر جب مکہ کے مشرکین نے مدینہ کے لوگوں کو دھمکی دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہر بدر یا قتل نہ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

کریں تو اہل مکہ کوئی کاروائی کریں گے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دفاعی ضروریات کے لیے اہل مدینہ جس میں مسلم اور غیر مسلم دونوں موجود تھے سے مشورہ کیا کہ کیوں نہ ایک شہری نظام قائم کیا جائے جس سے شہر کے لوگوں کی حفاظت کا انتظام ہو سکے۔[1]

ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں:

> چونکہ شہر مدینہ میں کوئی سلطنت نہیں پائی جاتی تھی، وہاں صرف قبیلے ہی قبیلے تھے اور یہ قبیلے نسل ہا نسل سے خانہ جنگیوں میں مشغول تھے۔ ان میں باہمی نفرت، حسد، جلن اور دشمنی پائی جاتی تھی اور اگر ان قبیلوں میں سے کسی ایک پر ان کا دشمن حملہ کرتا تو دوسرے لوگ غیر جانب دار رہتے تھے۔ اسے تنہا مقابلہ کرنا پڑتا۔ ان حالات میں انتہائی فراست سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر مدینہ کے لوگوں کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ اپنے مذہبی اختلافات اور قبائلی انفرادیت کے باوجود یہ مناسب ہو گا کہ تم سب مل کر ایک چھوٹی سی مملکت قائم کر لو۔ آپس میں ایک مرکزیت پیدا کر لو اور اپنے دشمن کے مقابلے کے لئے اپنی موجودہ قوت کو اس طرح مجتمع کر لو کہ اس کا کوئی جز ضائع نہ ہونے پائے۔[2]

مہاجرین وانصار اور یہود کا باہمی معاہدہ

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین وانصار اور یہود کے درمیان ایک عہد نامہ لکھا جس میں یہود کو ان کے مذہب پر برقرار رکھا ہے اور ان سے چند شرطیں طے کی ہیں جس کا مضمون یہ ہے:

- ☆ جو لشکر ہمارے ساتھ جہاد میں شریک ہو گا وہ نوبت بنوبت جنگ کرے گا اور بے شک مسلمان کفار سے انتقام لینے کے واسطے ایک دوسرے کی مدد کریں گے
- ☆ کوئی مشرک قریش میں سے کسی کے جان ومال کی پناہ نہ دے گا اور نہ مسلمان کے مقابلہ میں ان کی حمایت کرے گا۔
- ☆ جو شخص کسی مسلمان کو گواہوں کے سامنے قتل کرے گا اس سے قصاص لیا جائے گا مگر جب کہ اس مقتول کے وارث معاف کر دیں یا خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں۔
- ☆ یہود میں سے جو شخص ہماری پیروی کرے گا اس کے واسطے ہم پر مدد کرنا ضروری ہے کہ ہم ان کے دشمنوں کے مقابلے میں ان کی مدد کریں۔
- ☆ ان میں سے کوئی شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر باہر سفر کو نہ جائے گا۔
- ☆ جو شخص کسی کو دھوکہ دے کر یا پوشیدہ قتل کرے گا اس کا ذمہ دار وہ خود ہے اور اس کے گھر والے ہیں۔ مگر جو شخص کہ مظلوم ہے اور خدا اس عہد پر گواہ ہے۔
- ☆ ہر شخص کے حصے میں اسی کی مدافعت آئے گی جو اس کے بالمقابل ہو گا۔
- ☆ یہودی بھی اپنا مال جس وقت لڑیں گے مسلمانوں کے ساتھ خرچ کریں گے۔ اور قریش اور ان کے مددگاروں کو پناہ دی جائے اور مدینہ شہر کا میدان اس عہد کے شریک لوگوں کے واسطے حرام ہے یعنی اس میں وہ کسی قسم کا قتل وفساد برپا نہ کریں گے۔[3]

اس معاہدے کی وضاحت البدایۃ والنھایۃ میں کچھ اس طرح بیان کی گئی ہے:

> "یہود مدینہ اس بات پر متفق ہیں کہ وہ مدینے کے مسلمانوں سے کبھی محاربات نہیں کریں گے بنی عوف کے یہودی بنی عوف کے مسلمانوں کے ساتھ مل جل کر رہیں گے۔ مسلمان اپنے دین پر اور یہودی اپنے عقائد پر قائم رہیں گئے، ان کے مذاہب الگ الگ سہی لیکن وہ ایک دوسرے کے دینی و مذہبی امور میں مداخلت نہیں کریں گے، اگر وہ ایک دوسرے کو

---

[1] نجمہ، راجہ یلیین، عہد نبوی ﷺ کا بلدیاتی نظم ونسق، کراچی: اسلامک ریسرچ اکیڈمی، نومبر 2008ء، 113ص

[2] حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، اسلام آباد: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، طبع یازدھم، 2007ء، ص222

[3] ابن ہشام، عبدالملک، ابو محمد، السیرۃ النبویۃ، مترجم، سید یلیین علی حسنی، لاہور: ادارہ اسلامیات، طبع سوم، مئی 1994ء، 1/336تا339

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

قتل کریں گے تو ان سے از روئے عدل و انصاف مواخذہ ہو گا، بنی نجار، بنی حارث، بنی ساعدہ، بنی جشم، بنی اوس، بنی ثعلبہ اور بنی حیفہ و بنی شطنہ کے یہودیوں اور مدینے کے مسلم انصار اور مہاجرین کے درمیان اس معاہدے کی شرائط وہی ہوں گی جو بنی عوف کے یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان اس معاہدے کی رو سے طے پائی ہیں۔ یہود مدینہ کے علاقے ان کی تحویل میں رہیں گے وہاں سے کسی یہودی کے نکل کر کہیں اور اقامت کے لیے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے لازم ہو گی یہودیوں کی حفاظت کی ذمہ داری مسلمانوں پر ہو گی اس لیے جس سے جنگ کریں گے ان کا ساتھ دینے اور ان کے مخالف سے جنگ کی ذمہ داری یہودیوں پر ہو گی، اس معاہدے کی رو سے مدینے کے کسی شخص پر غیر ضروری دباؤ نہیں ہو گا، یہودی اور مسلمان جو اس معاہدے میں شریک ہیں وہ اسی طرح مل جل کر رہیں گے جیسے ایک ہی گھر کے لوگ رہتے ہیں، اگر ان میں کوئی باہمی نزاع یا اختلاف ہو گا تو وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مصالحت کے لیے رجوع کریں گے۔ باہم صلح صفائی کرائیں گے کسی پر اس وقت تک دباؤ نہیں ڈالیں گے نہ اس کے خلاف کوئی قدم اٹھائیں گے جب تک وہ ظلم کا مرتکب نہ ہو گا اس معاہدے کے تحت عدل انصاف کی رو سے سب برابر ہوں گے اللہ صرف انصاف کرنے والوں اور پرہیزگاروں کا محافظ ہوتا ہے۔ مدینے میں ہر شخص کو امن و عافیت سے رہنے کی اجازت ہو گی۔[4]

دیگر قبائل کے ساتھ معاہدات

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاست مدینہ کی حفاظت کے لیے دیگر قبائل کے ساتھ معاہدات کیے جن کے متعلق ڈاکٹر حمید اللہ خطبات بہاولپور میں بیان کرتے ہیں کہ:

> مملکت یعنی شہر مدینہ کے سارے قبائل کی ایک تنظیم عمل میں آگئی تو فوراً ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دورے کرنے کا آغاز فرمایا۔ پہلے شمال کی طرف گئے۔ مدینے سے شمال کی طرف تین چار دن کی مسافت پر قبیلہ جھینہ بستا تھا۔ اس کے معاہدہ کی جو تفصیلات موجود ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قبیلہ مسلمان نہیں تھا، اس کے باوجود وہ مسلمانوں کے ساتھ فوجی حلیفی پر تیار تھا۔ غالباً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے یہ تجویز پیش کی ہو گی کہ تم تنہا ہو تمہارے دشمن موجود ہیں۔ اگر وہ تم پر حملہ کریں گے تو کوئی تمہیں مدد نہیں دے گا۔ کیا یہ مناسب نہیں ہو گا کہ تم اور ہم آپس میں دوستی کر لیں۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اگر تم پر کوئی حملہ کرے گا۔ ہم تمہاری مدد کو دوڑے آئیں گے اور اگر ہم پر کوئی حملہ کرے اور ہم تمہیں بلائیں تو تم بھی مدد کو آنا۔ بات معقول تھی۔ اس قبیلے نے قبول کر لیا۔ چنانچہ معاہدے میں صراحت ہے کہ یہ صرف فوجی معاہدہ ہے اس کا دینی معاملات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس ابتدائی کامیابی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کے جنوب کی طرف جاتے ہیں۔ وہاں کے قبائل سے بھی ایسی ہی مفاہمت کرتے ہیں۔ جنوب کے قبائل بھی مسلمان نہ ہونے کے باوجود جنگی حلیفی پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ پھر مشرق کی طرف جاتے ہیں۔ وہاں کے قبائل سے بھی دوستی کی کوشش کرتے ہیں۔ اس قسم کے پانچ سات معاہدے تاریخ میں اب تک محفوظ ہیں۔ ان پر غور کیجئے تو آپ کو نظر آئے گا کہ مدینے کی بستی یا شہری ریاست کو محفوظ کرنے کی تدبیر اس انداز سے کی جا رہی ہے کہ مدینے کے اطراف کے علاقوں کو دوست بنا لیا جائے تاکہ اگر دشمن مدینے پر حملہ کرنا چاہے تو براہ راست مدینے تک نہ پہنچے۔ بلکہ مدینے تک پہنچنے سے پہلے ہی درمیان کے علاقوں میں اس کو رکاوٹوں سے سابقہ پڑے ہمارے دوست وہاں ہوں گے۔ وہ ہمیں بروقت اطلاع دیں گے۔ ہم ان کی مدد کو جائیں گے اور اپنے دوست قبائل کی مدد سے اس دشمن کو

---

[4] ابن کثیر، عماد الدین، ابو الفدا، علامہ، البدایۃ والنھایۃ، مترجم، پروفیسر کوکب شادانی، کراچی: نفیس اکیڈیمی، طبع اول، جون 1887ء، ص 3/222، 223

حرف و سخن HARF-O-SUKHAN Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

روکنے کی کوشش کریں گے گویا ایک "منڈل" حلقہ (Cordon) قائم ہو گیا۔ چناچہ مدینے کی حفاظت کے لیے مدینے کے اطراف میں دوستوں کی بستیاں قائم کرتے ہیں اور ان دوستوں کی مدد سے جنگی نقطہ نظر سے مدینے کی حفاظت عمل میں آتی ہے۔[5]

ان معاہدات کے متعلق پیر کرم شاہ الازہری "ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم" میں یوں رقمطراز ہیں۔

> چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے جہنیہ، بنی صبرہ، بنی مدلج وغیرہ اور دیگر قبائل سے دوستی کے معاہدے کئے جو اس شاہراہ کے ارد گرد سکونت پذیر تھے اور مدینہ طیبہ پر حملہ آور ہونے کی صورت میں قریش ان قبائل کو اور ان کے وسائل کو اہل اسلام کے خلاف استعمال کر سکتے تھے ان قبائل کو اپنے ساتھ ملانے کے بعد کفار مکہ کو مرعوب کرنے اور ان کو اپنی بالادستی کے احساس دلانے کے لئے گاہے گاہے چھوٹے چھوٹے دستے بھیجنے شروع کر دیے۔

یہ ابتدائی فوجی مہمیں بظاہر بڑی مختصر ہوا کرتی تھیں اور ان میں مجاہدین کی تعداد بہت قلیل ہوا کرتے تھی کسی میں دس بارہ کسی میں تیس چالیس کسی میں اسی ان مہموں میں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود شرکت فرمایا کرتے انہیں کتب سیرت میں غزوہ کہا جاتا ہے اور جن میں اپنے کسی صحابی کو امیر لشکر مقرر فرماتے اسے سریہ اور بعث کہا جاتا ہے۔ ان مہموں کے بھیجنے سے حضور کے متعدد مقاصد تھے۔

۱۔ حضور ﷺ چاہتے تھے کہ مہاجرین مدینہ طیبہ کی پر امن فضا میں آباد ہو کر اپنے ان دشمنوں کو فراموش نہ کر دیں جنھوں نے برسا برس ان پر جو ستم کے پہاڑ توڑے ہیں ان کو اپنے گھروں سے نکالا ہے ان کے مکانات اور جائدادوں پر غاصبانہ قبضہ کر لیا ہے اور ہر وقت ان کے نشیمن پر بجلی بن کر گرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ مسلمان ہمیشہ ہوشیار رہیں اور آنے والے مشکل اوقات کے لئے ذہنی اور جسمانی طور پر مستعد رہیں۔

۲۔ ان پر کفار مکہ نے جو بے پناہ مظالم کئے تھے۔ اس سلسلہ میں بیرونی قبائل کی ہمدردیاں حاصل کرنا ضروری تھیں۔ اگر مظلوم خود ہی خاموش ہو جائے اور ہاتھ پاؤں چھوڑ کر بیٹھ جائے تو بیرونی لوگ ان سے دلچسپی لینا چھوڑ دیتے ہیں اس لئے ضروری تھا کہ مسلمان کفار پر چھاپے مارتے رہیں تا کہ لوگوں کی توجہ ان کی طرف مبزول رہے۔

۳۔ کفار مکہ کی افرادی قوت سے ٹکر لینے سے پہلے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو ضروری سمجھتے تھے کہ ان کی معیشت پر ضرب کاری لگائی جائے تا کہ ان کے دماغوں میں دولت وثروت کا جو غرور ہے اس کا توڑ ہو سکے۔

۴۔ کفار نے مہاجرین کے سارے اموال اور جائیدادوں پر غاصبانہ قبضہ کر لیا تھا۔ اپنے مغصوبہ اموال کو واپس لینا، انکا قانونی اور اخلاقی حق تھا اس لئے اگر مسلمان ان کی تجارتی شاہراہ پر قابض ہو جاتے تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا کہ اہل مکہ کو اس کے بجائے عراق کا راستہ اختیار کرنا پڑتا جو بڑا طویل اور دشوار گزار تھا۔

۵۔ قریش کو اپنی بہادری اور جنگی مہارت پر بڑا گھمنڈ تھا اس گھمنڈ کو توڑنے کے لئے بھی یہ فوجی مہمیں روانہ کی جاتی رہیں تا کہ انہیں مرعوب کیا جا سکے۔ اور اس کا ایک فائدہ یہ بھی تھا کہ مہاجرین اس علاقہ کے جغرافیائی حالات سے پوری طرح آگاہ ہو جائیں اس کے میدان اس کے نشیب وفراز، اس کی وادیاں اور اس کے پہاڑ ان تمام امور سے وہ پوری طرح واقف ہوں تا کہ اگر کفار سے جنگ کا موقع آئے تو مسلمان اس علاقہ سے پوری طرح باخبر ہوں۔ نیز مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کے لئے ان میں جرات اور ہمت پیدا کرنے کے لئے بھی ان فوجی مہموں کا سلسلہ از بس مفید تھا۔[6]

معاہدات کے مقاصد

ان معاہدات سے مسلمانوں نے اپنی طاقت میں بتدریج اضافہ کیا اور وقت آنے پر مسلمانوں نے دفاع اسلام و مسلمین کا حق ادا کر کے ایک لاثانی مثال قائم کر دی ان معاہدات کا مقصد یہ تھا کہ قریش کی معیشت پر دباؤ پڑے اور وہ صلح کے لئے درخواست کریں اور دیگر قبائل کو مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ نہ کریں۔

---

[5] حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، اسلام آباد: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، طبع یازدھم، 2007ء، ص 223

[6] الازہری، کرم شاہ، پیر ضیاء النبی ﷺ، لاہور، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، طبع دوم، ربیع الثانی 2420ھ، ص 3/255، 256

حرف و سخن HARF-O-SUKHAN Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

مدینہ کی اسلامی اسٹیٹ میں امن و سکون کی فضا دشمنان اسلام کو ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔ غزوہ بدر، غزوہ احد، بنو قینقاع اور بنو نضیر کی جلاوطنی صرف انہی دسیسہ کاریوں، مکر و سازش اور غدر و خیانت کے نتائج تھے جو دشمنان اسلام نے مسلمانوں کے خلاف کیں، لیکن ہر طرح کی ناکامی کے باوجود بھی نہ یہود کو چین آیا اور نہ قریش ہی امن و چین سے بیٹھے یہ دونوں گروہ ہر وقت اسی فکر میں رہتے کہ کسی نہ کسی طریقے سے مدینے کی اسلامی اسٹیٹ کو تباہ و برباد کر دیا جائے لیکن نبی کریم ﷺ نے ریاست مدینہ کی حفاظت و پہرہ داری کا انتظام نہایت حکمت و تدبر سے کیا۔

صلح حدیبیہ کے اثرات

اس طرح کا ایک معاہدہ جس سے مسلمانوں کو حفاظتی طور پر بہت فائدہ ہوا وہ صلح حدیبیہ ہے جس کے متعلق زہری کہتے ہیں حدیبیہ کی صلح سے بڑھ کر اس سے پہلے اسلام میں کوئی فتح نہیں ہوئی کیونکہ جنگ موقوف ہو گئی تھی اور لوگ گفتگو اور مباحثہ میں مشغول ہوئے تھے۔ تو جس میں کچھ بھی عقل کا حصہ تھا وہ اسلام قبول کر لیتا تھا۔[7]

اس کے متعلق ڈاکٹر حمید اللہ کچھ یوں بحث کرتے ہیں:

> ہمارے مشہور فقیہ شمس الائمہ سرخسی اپنی دو کتابوں میں ایک چیز کا ذکر کرتے ہیں جو میں نے سیرت النبی کی کتابوں میں بھی نہیں پڑھی، وہ لکھتے ہیں کہ جغرافیہ پر نظر ڈالو خیبر مدینے کے شمال میں ہے مکہ مدینے کے جنوب میں، مدینہ دو دشمنوں کے درمیان ہے۔ خیبر سے بھی مسلمانوں کی جنگ ہے۔ مکہ سے بھی مسلمانوں کی جنگ ہے، اور خیبر و مکہ میں معاہدہ ہے کہ اگر مسلمان ایک فریق کی طرف بڑھیں تو دوسرا فریق مدینہ پر حملہ کرے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی طرف جاتے ہیں تو خیبر والے مدینے کو کھلا پا کر اس پر حملہ کریں گے، ان حالات میں ایک ذہین سیاستدان اور ایک صاحب فراست کمانڈر کی حیثیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طے فرمایا کہ دونوں میں سے ایک فریق سے صلح کر لی جائے اور اس کو اپنے ساتھی سے الگ کر دیا جائے جب ایک فریق تنہا ہو جائے گا تو زیادہ آسانی سے اس سے ہم نبٹ سکیں گے۔[8]

حدیبیہ کی یہ صلح جن شرائط پر ہوئی ان میں سے ایک یہ تھی کہ دس سال تک آپس میں کوئی جنگ نہیں کی جائے گی۔[9]

صلح حدیبیہ کی ان شرائط کا مطالعہ کریں تو ان میں ایک شرط نظر آتی ہے جو آدھی سطر میں لا اسلال ولا اغلال اس کے کیا معنی ہیں۔ لفظی معنی یہ ہیں کہ نہ ہتھیار کو اس کے میان سے نکالا جائے گا نہ دھوکا بازی کی جائے گی۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اہل مکہ اور مسلمان اب وعدہ کرتے ہیں کہ ہم ایک دوسرے پر حملہ اور جنگ نہیں کریں گے اور چھپ کر بھی دغا بازی سے اس معاہدے کی خلاف ورزی نہیں کریں گے دوسرے الفاظ میں مکہ والوں کا یہ وعدہ تھا کہ اگر مسلمانوں کی جنگ کسی تیسرے فریق سے ہو تو وہ غیر جانبدار رہیں گے۔ مسلمانوں کے خلاف غداری اور دغا بازی نہیں کریں گے۔ اپنی اس واحد شرط پر رسول اللہ ﷺ دشمن کی ساری شرائط کو قبول کرتے ہیں، یہ بھی کہ دس سال تک ان میں صلح رہے گی۔[10]

نیز یہ معاہدہ سب سے بڑی فتح تھی۔ کیونکہ لوگوں نے ایک دوسرے کو امان دے دی اور مسلمان اور کفار آپس میں ملنے لگے۔ انہیں اسلام اور قرآن کی دعوت دینے لگے اور اسلام کے متعلق علانیہ مناظرے شروع ہو گئے اور مخفی طور پر جو مسلمان تھا وہ بھی ظاہر ہو گیا اور اس مدت میں جس نے چاہا وہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے فتح مبین کا نام دیا۔[11] یہ وہ اہم معاہدات تھے جن کے ذریعے نبی کریم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی ریاست کی حفاظت کو یقینی بنایا۔

---

[7] ابن ہشام، عبد الملک، ابو محمد، السیرۃ النبویۃ، مترجم، سید یٰسین علی حسنی، لاہور: ادارہ اسلامیات، طبع سوم، مئی 1994ء، 2/220

[8] حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، اسلام آباد: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، طبع یازدھم، 2007ء، ص 248 تا 250

[9] حلبی، برہان الدین، علی، علامہ، السیرۃ الحلبیۃ، مترجم، مولانا محمد اسلم قاسمی، کراچی: دار الاشاعت، مئی 2009ء، ص 1/72، 2/100، 3/84

[10] حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، اسلام آباد: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، طبع یازدھم، 2007ء، ص 250

[11] ابن قیم، ابی عبد اللہ، علامہ، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، مترجم، رئیس احمد جعفری، کراچی: نفیس اکیڈیمی، 1990ء، ص 2/828

ریاست مدینہ کی بقا کے لئے کیے جانے والے حفاظتی اقدامات

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاست کی حفاظت کے لئے جو اقدامات کیے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ریاست کی حفاظت کے لئے انٹیلی جنس کا نظام

جاسوسی سے مراد وہ تدبیر ہیں جن کو بروئے کار لا کر دشمن کی تدبیراتی نوعیت کی خفیہ معلومات حاصل کرنا مثلاً دشمن کی فوجوں کی تعداد، سامان جنگ، دشمن کی سپاہ کی نقل و حرکت دشمن کے متوقع منصوبے دشمن کے موجودہ یا مستقبل کے عزائم اور دشمن کے ٹروپس کے ڈپلائمنٹ کے بارے میں پتہ لگانا۔ ان معلومات کو بنیاد بنا کر اپنی فوج یہ فیصلے کرتی ہے کہ اس نے کس وقت کب کیسے کہاں اور کس سطح کی کاروائی کی منصوبہ بندی کرنا ہے۔ اندرونی اور بیرونی طور پر دشمنوں سے گھری ہوئی مدینہ کی اس چھوٹی سی ریاست کے تحفظ کے لئے یہ نہایت ہی ضروری تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انٹیلی جنس کا نظام نہایت ہی موثر اور فعال ہو۔

یٰسین مظہر صدیقی اس حوالے سے "عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تنظیم ریاست و حکومت" میں لکھتے ہیں

> موجودہ زمانے میں بھی قرون وسطی کی مانند جنگی چالوں کی کامیابی جاسوسوں کی خبر گیری پر کافی منحصر ہوتی تھی چنانچہ آج کل بھی ہر ملک میں فوجی جاسوسی کا شعبہ الگ اور منظم و فعال ہوتا ہے اسی طرح عہد اوسط میں بھی جاسوسوں کا کام بہت ضروری سمجھا جاتا تھا۔ کیونکہ ان ہی کے ذریعہ دشمنوں کی عددی طاقت، ہتھیاروں کی تعداد، جنگی منصوبوں، راستوں کے انتخاب وغیرہ بہت سے اہم معاملات کی خبر حاصل کی جا سکتی تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوجی تنظیم کے اس شعبہ کی بھی باقاعدہ ترتیب و تنظیم کی تھی اور اپنے دس سالہ دور میں جاسوسوں سے بڑے اہم کام لئے تھے۔ مآخذ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام مہموں کے دوران ان کی خدمات سے فائدہ اٹھایا تھا۔[12]

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ کا ارادہ فرماتے تو جنگی چال سے کام لیتے۔ مثلا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب غزوہ حنین کا ارادہ فرمایا تو دریافت فرمایا کہ نجد کا راستہ کون سا ہے اور اس کا پانی کیسا اور وہاں کون کون دشمن ہے۔[13]

دشمن کی جاسوسی کا انتظام

آپ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اوقات میں مندرجہ ذیل صحابہ کرامؓ کو دشمن کی خبریں اکٹھی کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔

غزوہ بدر میں انٹیلی جنس کا نظام

غزوہ بدر میں سعید بن زیدؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلہ کی خبر دریافت کرنے کے لئے بھیجا تھا۔[14] اسی طرح غزوہ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آگے دو جاسوسوں کو مشرکین کی طرف روانہ کر دیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دشمن کی خبر لائیں وبسبس بن عمرو اور عدی ابی الرغباء تھے جو جہینہ میں سے تھے اور انصار کے حلیف تھے دونوں چاہ بدر تک پہنچے، خبر معلوم کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ گئے۔[15] اس کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب جمعہ ۱۷ رمضان کو بدر کے قریب اترے، مشرکین کی خبر دریافت کرنے کے لئے علیؓ اور زبیرؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ کو چاہ بدر پر بھیجا، ان لوگوں کو قریش کی پانی بھرنے والی جماعت ملی جن میں ان کے پانی پلانے والے بھی تھے ان لوگوں نے اس جماعت کو گرفتار کر لیا۔[16]

---

12 صدیقی، محمد یٰسین، مظہر، ڈاکٹر، عہد نبویؐ میں تنظیم ریاست و حکومت، نئی دہلی: فرنٹیر آفسٹ پٹوری ہاؤس، طبع اول، 1988ص 237

13 ابن قیم، ابی عبد اللہ، علامہ، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، مترجم، رئیس احمد جعفری، کراچی: نفیس اکیڈیمی، 1990ء، ص2/724

14 ابن سعد، محمد، علامہ، طبقات ابن سعد، مترجم، علامہ عبد اللہ العمادی، کراچی: نفیس اکیڈیمی، س۔ن، ص2/250

15 ایضاً ص2/251

16 ایضاً ص2/253

بوڑھے شخص سے رسول اللہ ﷺ کی معلومات لینا

پھر ذفران سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہو کر چند ٹیلوں پر سے گزرے جن کو اصافر کہتے ہیں اور حنان کو جو ایک زبردست ٹیلہ ہے دائیں طرف چھوڑ دیا اور اس کے بعد بدر کے قریب جا کر نزول اجلال فرمایا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار ہو کر چلے اور ایک بوڑھے شخص سے دریافت کیا کہ قریش کہاں ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کہاں ہیں؟ اس شخص نے کہا میں نہ بتلاؤں گا جب تک کہ تم دونوں شخص یہ نہ بتلاؤ گے کہ تم کون ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو ہمارے سوال کا جواب دے گا تو ہم بھی تجھ کو بتادیں گے۔ اس نے کہا یہی بات ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا کہ مجھ کو ایک شخص نے خبر دی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب فلاں روز مدینہ سے روانہ ہوئے ہیں۔ اگر وہ میرا خبر دینے والا سچا تھا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم آج اس مقام میں ہوں گے جس مقام میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اسی کو اس نے بتایا اور ایک مخبر نے مجھ کو خبر دی ہے کہ قریش فلاں روز مکہ سے روانہ ہوئے۔ اگر اس نے سچی خبر دی ہے تو قریش آج فلاں مقام میں ہوں گے اور اسی جگہ کا نام لیا جہاں اس وقت قریش تھے۔ پھر اس نے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اب تم بتلاؤ تم دونوں شخص کہاں کے ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم پانی سے ہیں۔ وہ بوڑھا ان سے رخصت ہوا اور یہ کہتا ہوا چلا کہ کون سے پانی سے؟ کیا عراق کے پانی سے۔[17]

غزوہ احد میں انٹیلی جنس کا نظام

غزوہ احد کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تم جاکر دیکھو کہ یہ مشرکین اب کس طرف کا قصد کرتے ہیں۔ آیا مکہ کو واپس جاتے ہیں یا مدینہ پر حملہ کرتے ہیں۔[18]

غزوہ احزاب میں رسول اللہ ﷺ کا نظام خبر رسانی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے مدینہ پر حملے کی پیشگی اطلاع مل گئی تھی تب ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی پہرہ داری کا انتظام شہر کے گرد خندق کھود کر کیا، اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو معلومات اکٹھی کرنے کے لئے بھیجا ان میں زبیرؓ بھی شامل ہیں۔[19]

آنحضرت ﷺ کو بنی قریظہ کی بدعہدی کی اطلاع

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بدعہدی کی اطلاع ہوئی یہ خبر حضرت عمر فاروقؓ نے دی عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: مجھے معلوم ہوا ہے کہ بنی قریظہ نے عہد شکنی کر دی ہے اور ہم سے برسرپیکار ہوگئے ہیں۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خبر سے سخت تکلیف اور پریشانی ہوئی (کیونکہ ایسے وقت میں جبکہ ایک طاقتور دشمن شہر کے دروازوں پر دستک دے رہا تھا گھر کے اندر دغابازوں کا مقابل آجانا اور مار آستین ثابت ہونا بہت سخت مرحلہ تھا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق حال کے لئے حضرت سعد ابن معاذؓ سردار اوس اور حضرت سعد ابن عبادہؓ سرداد خزرج کو بھیجا۔ ان کے ساتھ آپصلی اللہ علیہ وسلم نے ابن رواحہؓ اور خوات ابن جبیرؓ کو بھیجا۔ کتاب امتاع میں ان دونوں کا ذکر نہیں ہے بلکہ ان کے بجائے صرف اسید ابن حضیرؓ کا نام ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات سے فرمایا۔

> جاؤ اور دیکھو کہ ان لوگوں یعنی بنی قریضہ کے یہودیوں کے متعلق جو بات ہمیں معلوم ہوئی کیا وہ درست ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہو تو واپس آکر مجھے ایسے اشاروں میں یہ خبر دینا کہ میں سمجھ لوں لیکن دوسرے لوگوں کو اس کا پتہ نہ ہو سکے۔ تاکہ اس

---

[17] ابن ہشام، عبدالملک، ابو محمد، السیرۃ النبویۃ، مترجم، سید یٰسین علی حسنی، لاہور: ادارہ اسلامیات، طبع سوم، مئی 1994ء، 1/431

[18] ایضاً ص 2/104

[19] حلبی، برہان الدین، علی، علامہ، السیرۃ الحلبیۃ، مترجم، مولانا محمد اسلم قاسمی، کراچی: دار الاشاعت، مئی 2009ء، ص 2/369

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

خبر سے لوگوں میں بے حوصلگی اور کمزوری نہ ہو جائے۔ لیکن اگر یہ بات غلط ہو تو سب کے سامنے صاف اور بلند آواز میں بتلادینا۔"کیونکہ اس صورت میں لوگوں پر برا اثر پڑنے کا خطرہ نہیں ہے"۔[20]

اللہ تعالیٰ نے شب شنبہ کو ایک ہوا بھیجی جو مشرکین کا کام تمام کر گئی ہوا اتنی تیز چلی کہ نہ تو کوئی خیمہ ٹھہر سکا اور نہ ہانڈی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف حذیفہ بن نعمانؓ کو بھیجا کہ وہ ان کی خبر لائیں۔[21]

عبداللہ بن ابی حدرد اسلمیؓ کے ذریعے ہوازن کی جاسوسی

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قوم ہوازن کے آنے کی خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ ابی حدرو اسلمیؓ کو حکم دیا کہ تم ہوازن میں جاکر خبر لاؤ۔ چنانچہ حضرت عبداللہؓ ہوازن کے لشکر میں گئے اور ان کے سب حالات معلوم کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری خبر بیان کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ ابن خطاب کو بلا کر ان سے سارا حال بیان کیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا حضرت عبداللہؓ جھوٹ بولتا ہے۔ عبداللہ نے کہا اے حضرت عمرؓ اگر تم نے مجھ کو جھٹلایا تو حق بات کو جھٹلایا۔ اے عمرؓ! اگر تم نے مجھ کو جھوٹا کہا تو بے شک ان کو جھوٹا کہا جو مجھ سے بہتر ہیں۔ حضرت عمرؓ تم پہلے گمراہ تھے اب خدا نے تم کو ہدایت کر دی ہے ایسی بد گمانی نہ کیا کرو۔[22]

قریش کے متعلق آنحضرت ﷺ کے جاسوس کی اطلاعات

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قافلہ عسفان کے مقام پر پہنچا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بشر ابن سفیانؓ آئے جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا جاسوس بنا کر آگے مکہ کی طرف بھیج دیا تھا (کیونکہ اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت عمرہ کی تھی مگر قریش کے ارادوں کی خبر رکھنا ضروری تھا) بشرؓ نے یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کیا۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوچ کی اطلاع مل چکی ہے۔ احابیش میں جو ان کے اطاعت گذار ہیں قریش نے ان سے مدد طلب کی ہے ادھر بنی ثقیف بھی قریش کے شانہ بشانہ ہو گئے ہیں۔ ان کے ساتھ عورتیں اور بچے بھی ہیں۔[23]

سریہ عبداللہ ابن رواحہؓ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ ابن رواحہؓ کو جاسوسی کے لیے تین آدمیوں کے ساتھ خفیہ طور پر بھیجا۔[24]

اس کے علاوہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نظام خبر رسانی نہایت فعال تھا جس کی مدد سے ریاست مدینہ محفوظ رہی۔

دشمنوں سے رازداری کا اہتمام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام معاملات میں رازداری سے کام لیتے۔ غزوہ احد کے موقع پر شہر میں رہ کر لڑنے یا شہر سے باہر جاکر لڑنے کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار کی منافقین اور قریش کے جاسوس بڑے حیران تھے کہ آخر معاملہ کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ دشمن کے جاسوسوں کو صحیح اطلاع نہ مل سکے۔[25]

اسی طرح فتح مکہ کے حوالے سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت رازدای سے کام لیا۔

---

[20] ایضاً ص 2/ 368،369

[21] ابن سعد، محمد، علامہ، طبقات ابن سعد، مترجم، علامہ عبداللہ العمادی، کراچی: نفیس اکیڈیمی، س۔ن، ص 1/ 103

[22] حلبی، برہان الدین، علی، علامہ، السیرۃ الحلبیہ، مترجم، مولانا محمد اسلم قاسمی، کراچی: دار الاشاعت، مئی 2009ء، ص 2/ 290

[23] ایضاً ص 3/ 54

[24] ایضاً ص 3/ 71

[25] قریشی، محمد صدیق، پروفیسر، رسول اکرم ﷺ کی نظام جاسوسی، کراچی: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1990ء، ص 203

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

فتح مکہ کی تیاری

راوی کہتا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو تیاری کا حکم دیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان سفر کو درست کرنے لگیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت عائشہؓ کے پاس آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامان درست کر رہی تھیں۔ ابو بکرؓ نے پوچھا اے بیٹی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کس طرف جانے کا مقصد ہے؟ حضرت عائشہؓ نے کہا یہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر نہیں کیا۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خبر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ فتح مکہ کا ہے اور بہت جلد تیار ہونے کا حکم دیا۔[26]

ڈاکٹر حمید اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح مکہ کے حوالے سے رازداری کے متعلق خطبات بہاولپور میں یوں بحث کرتے ہیں کہ:

مسلمانوں کے بہت سے حلیف تھے۔ جنگ کے موقع ہر حلیف ایک جماعت جو رضاکاروں پر مشتمل ہوتی تھی بھیجتا تھا۔ عام طور پر وہ لوگ مدینے آتے اور مدینے سے ساری اسلامی فوج مدینے کے سپاہی بھی اور باہر سے آئے ہوئے قبائل کے سپاہی بھی منزل مقصود کو روانہ ہوتے تھے۔ اس دفعہ ایسا نہیں کیا گیا۔ رازداری سے حلیف قبائل کو ایک اطلاع بھیجی گئی کہ تمھارا سردار مدینے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ یہ لوگ آتے ہیں۔ ہر ایک سے فرداً فرداً علیحدہ رازداری سے یہ کہا جاتا ہے کہ ایک بڑی مہم درپیش ہے۔ انہیں یہ نہیں بتاتے کہ کہاں کے لئے تیار ہونا ہے۔ بس اس طرح تیار رہنے کا حکم دیتے ہیں کہ ایک منٹ کے نوٹس پر تم ہمارے ساتھ چل پڑو۔ مدینہ نہ آنا۔ ہم تمہارے علاقے سے گزریں گے تو تمہاری فوج کو اپنے ساتھ لے لیں گے۔

بہت سے لوگ تیار ہوئے تھے مگر کسی کو کچھ پتا نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں جا رہے ہیں۔ ایک بہت بڑے صحابی شاید حذیفہ بن یمانؓ ہیں۔ ان کی حدیث بخاری میں ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے سے نکلتے ہیں۔ تو مکہ جو جنوب میں ہے اس طرف نہیں جاتے بلکہ شمال کی طرف جاتے ہیں۔ گمان ہوتا ہے کہ شاید بیز نطینیوں سے جنگ کرنے کے لیے جا رہے ہیں۔ وہاں کے قبیلے کے لوگوں کو لے کر شمال مشرق کو جاتے ہیں۔ پھر جنوب مشرق کو۔ اس طرح (Zig Zag) رخ بدل بدل کر سفر کرتے ہیں کہ کسی کو پتا نہیں چلتا کہ کہاں جا رہے ہیں۔ وہ صحابی کہتے ہیں کہ مکہ کی پہاڑیوں کے دامن میں جو آخری قیام تھا وہاں پہنچنے تک ہمیں معلوم نہیں تھا کہ ہم کہاں جا رہے ہیں۔

مسلمانوں کی دس ہزار فوج اس زمانے کے لحاظ سے ایک عظیم الشان تعداد تھی جو چھپ کر نہیں رہ سکتی تھی۔ لیکن اس کی اطلاع مکہ والوں کو نہیں ہوتی۔[27]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی۔

"اے اللہ! قریش کے مخبروں اور جاسوسوں کو روک دے تاکہ ہم ان لوگوں پر ان کے علاقے میں اچانک جا پہنچیں۔"[28]

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی فوج کو دشمن کے ملک کی طرف اس طرح بڑھایا کہ اس کی خبر دشمن کو آخری لمحے تک نہ ہو سکی اور ایک بڑے شہر پر اس طرح قبضہ کیا کہ ایک قطرہ خون بھی نہ بہا۔[29]

حاطب بن ابی بلتعہ کا خط

راوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر مکہ کی تیاری کی تو حاطب بن ابی بلتعہ نے ایک خط اہل مکہ کے نام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیاری اور لشکر کشی کے متعلق لکھ کر سارہ نامی ایک عورت کے ہاتھ کچھ مزدوری دے کر مکہ روانہ کیا۔ یہ عورت بنی عبد المطلب میں سے کسی کی آزاد لونڈی تھی۔ جب یہ عورت روانہ ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی اس حال سے اطلاع ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[26] ابن ہشام، عبد الملک، ابو محمد، السیرۃ النبویۃ، مترجم، سید یٰسین علی حسنی، لاہور: ادارہ اسلامیات، طبع سوم، مئی 1994ء، ص 2/225

[27] حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، اسلام آباد: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، طبع یازدھم، 2007ء، ص 252

[28] حلبی، برہان الدین، علی، علامہ، السیرۃ الحلبیۃ، مترجم، مولانا محمد اسلم قاسمی، کراچی: دار الاشاعت، مئی 2009ء، ص 3/235

[29] حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، اسلام آباد: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، طبع یازدھم، 2007ء، ص 256

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

حضرت علیؓ اور زبیرؓ کو اس عورت کی تلاش میں روانہ کیا اور فرمایا فلاں مقام پر وہ تم کو ملے گی۔ اس کے پاس حاطب کا خط ہے وہ خط اس سے لے آو۔ اس عورت نے حاطب کا خط اپنے بالوں میں رکھ کر اوپر سے جوڑا باندھ لیا تھا۔ حضرت علیؓ اور زبیرؓ نے اس کو مقام خلیقہ بنی احمد میں پایا اور تمام اسباب کی تلاشی لی۔ مگر کہیں خط نہ پایا۔ تب حضرت علیؓ نے کہا واللہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلط خبر نہیں دی۔ اے عورت! یا تو خط ہم کو دیدے ورنہ ہم تجھ کو برہنہ کرتے ہیں۔ عورت جب لاچار ہوئی تب اس نے اپنے بالوں میں سے خط نکال کر حضرت علیؓ کو دیا اور وہ اس کو لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب کو بلایا اور فرمایا۔ یہ حرکت تم نے کیوں کی۔

حاطب نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خدا کی قسم میں مسلمان ہوں ہر گز میں نے اپنے دین کو نہیں بدلا اور یہ کام میں نے اس لیے کیا تھا کہ مکہ میں میرا قوم قبیلہ کچھ نہیں ہے۔ اس کام سے مجھ کو امید تھی کہ قریش میرے بال بچوں کی نگہداشت کریں گے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو اجازت دیں کہ میں اس منافق کی گردن ماروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرؓ تم نہیں جانتے ہو کہ حاطب اہل بدر سے ہے اور اہل بدر کی شان یہ ہے کہ خدا نے فرمایا ہے کہ تم جو چاہو کرو خدا نے تم کو بخش دیا۔[30]

رسول اللہ ﷺ کے نظام جاسوسی کا فائدہ

اس انتظام کا فائدہ یہ ہوا کہ:

۱۔ مخالفین کے ارادوں اور ان کے منصوبوں کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر مل جاتی تھی

۲۔ علاوہ ازین مخالفین کی نقل و حرکت کی بروقت آپ ﷺ کو خبر مل جاتی تھی کہ فلاں قافلہ فلاں راستے سے فلاں تاریخ کو گزرے گا۔

۳۔ اس طرح جب کوئی جماعت حملہ کرنے کا یا غارت گری کا ارادہ کرتی تھی تو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر مل جاتی تھی۔ اور آپ ﷺ اس کی مدافعت کے لیے ضروری تدابیر اختیار فرماتے تھے۔

۴۔ دشمن کی فوجی قوت کا پتہ لگانا اور اس کے حلیف گروہوں کا بھی کھوج لگانا۔

۵۔ دشمن کی افواج کا مطالعہ کرنا۔ اس کی موبلائیزیشن کا پتہ چلانا اور اس کے مستقبل قریب اور بعید کے مشن کا کھوج لگانا۔

۶۔ عسکری اہمیت کے علاقہ جات کی تدبیراتی نوعیت کا پتہ لگانا اور اپنی فوج کو ہر تبدیلی سے آگاہ کرنا۔

۷۔ قریبی دوستوں سے کمک کے حصول کے ذریعے اور راستوں کا پتہ لگانا اور ان راستوں میں دراڑ ڈالنا۔

۸۔ عرب میں چونکہ پانی کی قلت تھی اس لیے ذرائع آب کا کھوج لگانا۔ اس کی رسائی کے راستوں سے متعلق انفارمشین حاصل کرنا۔ اور اس جگہ کے ارد گرد ماحول کا جائزہ لینا۔

۹۔ دشمن کے سپلائی پوائنٹ کا کھوج لگانا اور رسد کی ترسیل کے ذرائع بھی دیکھنا تا کہ ضرورت کے وقت ان کو استعمال کیا جاسکے۔

۱۰۔ ان بروقت خبروں کی وجہ سے مدافعت کی خاطر کبھی تو صرف صحابہ کرامؓ کی کچھ جماعت بھیج دی جاتی تھی اور کبھی کبھار حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ساتھ تشریف لے جاتے تھے۔

۱۱۔ بسا اوقات حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسی جماعتیں بھی روانہ فرمایا کرتے تھے، جن سے مقصود تفتیش حال ہوتی تھی۔

[30] ابن ہشام، عبد الملک، ابو محمد، السیرۃ النبویۃ، مترجم، سید یٰسین علی حسنی، لاہور: ادارہ اسلامیات، طبع سوم، مئی 1994ء، ص 2/225

حفاظت کے لیے کیے جانے والے اقدامات

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ ذیل حفاظتی اقدامات اختیار فرماتے۔

دشمن کے مخبروں کو قتل کرنے کا حکم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاست مدینہ کے نظام حفاظت و پہرہ داری کو موثر بنانے کے لیے جو حفاظتی اقدامات کیے ان میں ایک یہ بھی تھا کہ دشمن کے مخبروں کو قتل کر دیا جائے۔[31]

آنحضرت ﷺ کی طرف سے غیر مسلم کی مدد لینے سے انکار

غزوہ احد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سردار منافقین عبداللہ ابن ابی ابن سلول کے ساتھیوں کو لشکر سے واپس کیا تو یہ فرمایا تھا کہ ہم مشرکوں کے مقابلے میں مشرکوں کی مدد نہیں لیں گے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ شک تھا کہ یہ لوگ دھوکہ دیں گے۔[32]

پڑاؤ کے لیے مناسب جگہ کا انتخاب

> جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مقام پر حملہ کرتے اور علی الصبح طلوع آفتاب کے وقت جنگ کا آغاز ہوتا تو اس کا ہمیشہ لحاظ رکھتے کہ آفتاب ہماری آنکھوں کے سامنے نہ ہو۔ دشمن تمازت آفتاب سے متاثر ہو اور آفتاب ہمارے پیچھے ہوتا کہ جنگ کے وقت آفتاب کی روشنی سے چندھیا کر دشمن سے مقابلہ کرنے میں دشواری پیش نہ آئے۔ ایک دوسری چیز یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "موسمیات" (Meteorology) سے بھی دلچسپی تھی۔ ہواؤں کے رخ کا خاص لحاظ فرماتے کہ دشمن سے جنگ ہو تو ایسے مقام پر ہو کہ ہوا ہمارے پیچھے سے چل رہی ہو، نہ کہ ہمارے سامنے سے آئے اور ہماری رفتار میں رکاوٹ پیدا کرے۔[33]

میدان جنگ میں وسائل پر قبضہ

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ بنی سلمہ کے چند لوگوں سے روایت پہنچی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ فروکش ہوئے تو حباب بن منذر بن جموحؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام کیا ہے تو کیا یہ حکم الہٰی سے قیام کیا ہے کہ ہم اس کو چھوڑ کر دوسری جگہ قیام نہیں کر سکتے یا یہ قیام جنگی مصلحت کے خیال سے ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاہاں جنگی مصلحت ہی کے خیال سے میں نے قیام کیا ہے۔ حباب بن منذرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگی مصلحت کے موافق یہ مقام درست نہیں ہے۔ آپصلی اللہ علیہ وسلم لشکر کو حکم فرمائیں کہ اس پانی کے پاس جا کر بمقام گرے جو کفار سے نزدیک ہے۔ تاکہ ہم وہاں اپنے لشکر کے واسطے حوض تیار کر کے پانی سے لبریز کر دیں اور پانی پر ہمارا قبضہ ہو جائے اور مشرکین کو پانی نہ ملے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہاری رائے بہت درست ہے۔ پھر رسول کریم ﷺ مع لشکر کے اس پانی پر آئے جو مشرکین سے قریب تھا اور وہاں ایک بہت بڑا حوض بنا کر پانی سے بھر دیا۔[34]

راہبروں کی خدمات لینا

جزیرہ نمائے عرب میں بالعموم اور اس کے صحراؤں میں بالخصوص جہاں کوئی راستہ یا پگڈنڈی تک نہیں ہوتی کاروانوں مسافروں اور فوجوں کے گم ہو جانے کا انتہائی شدید خطرہ رہتا ہے۔ اور وہ اپنی اس گمشدگی کے دوران قعر ہلاکت میں بھی گر سکتی تھیں اس لیے تمام کاروانوں، مسافروں اور فوجوں کے لئے ضروری تھا کہ وہ ماہر راہبروں (دلیل خریت) کی رہنمائی حاصل کریں اور یہ حقیقت بھی ہے کہ قرون وسطی میں کوئی بھی شخص

---

[31] قریشی، محمد صدیق، پروفیسر، رسول اکرم ﷺ کی نظام جاسوسی، کراچی: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1990ء، ص26

[32] حلبی، برہان الدین، علی، علامہ، السیرۃ الحلبیہ، مترجم، مولانا محمد اسلم قاسمی، کراچی: دار الاشاعت، مئی 2009ء، ص 2/371

[33] حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، اسلام آباد: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، طبع یازدھم، 2007ء، ص 257 تا 258

[34] ابن ہشام، عبدالملک، ابو محمد، السیرۃ النبویۃ، مترجم، سید یسین علی حسنی، لاہور: ادارہ اسلامیات، طبع سوم، مئی 1994ء، ص 1/435

حرف و سخن HARF-O-SUKHAN Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

راہبر کے بغیر سفر کرنے کی ہمت نہ کرتا تھا۔ کاروانوں اور مسافروں کو تو صرف حفاظت و سلامتی کی فکر ہوتی ہے مگر فوجوں کے لئے وقت کا مسئلہ بھی ہوتا ہے۔ اگر وہ بروقت جائے واردات پر نہ پہنچیں تو شدید نقصانات کا احتمال رہتا ہے۔ اس کے علاوہ کافی حد تک ان کی تیز رفتاری کی ضمانت بھی راہبر ہی فراہم کر سکتا ہے کیونکہ وہ مختصر راستوں سے واقف ہوتا ہے۔[35]

گشتی دستوں کی روانگی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عسکری تنظیم میں طلیعہ (گشتی دستے) کے شعبہ کو ضروری اہمیت دی گئی تھی کیونکہ وہ ریاست کی حفاظت کے لئے بعض اہم کام انجام دیتا تھا۔ اس بحث میں ہم نے بعض ایسے کارکنوں کو بھی شامل کر لیا ہے جو اگرچہ اصطلاحاً طلیعہ نہیں کہے گئے ہیں مگر ان کا کام طلیعہ جیسا تھا اور وہ بھی فوجی نظام کا ایک اٹوٹ حصہ تھے طلیعہ کا کام دشمنوں کے بارے میں اطلاعات فراہم کرنا ان کے سپاہیوں کو پکڑ کر لانا، خیمہ گاہ کے لئے مناسب جگہ تلاش کرنا۔ پانی اور چارہ وغیرہ کی جگہوں کا پتہ لگانا وغیرہ تھا۔[36]

رات کو سفر کرنا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن حفاظتی تدابیر اختیار فرمانے کا حکم دیا ان میں سے ایک تدبیر سفر کے دوران دن میں چھپ جانا اور راتوں کو سفر کرنا ہے اس کی مثالیں جو ہمیں ملتی ہیں ان میں حضرت علیؓ کا سریہ بہ سوئے فدک شامل ہے جس میں حضرت علیؓ رات کو سفر کرتے اور دن میں کہیں چھپ کر رہتے۔[37] اسی طرح سریہ بشیر بن سعد الانصاری میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشیر بن سعدؓ کے ساتھ تین آدمی روانہ کیے وہ لوگ رات بھر چلتے اور دن بھر پوشیدہ رہتے تھے۔[38] غزوہ ذات السلاسل کے شرکا کے متعلق بھی "زاد المعاد فی ھدی خیر العباد" میں دن کو چھپ جانے اور رات میں سفر کرنے کا ذکر موجود ہے۔[39]

محفوظ مقام کا انتخاب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ میں پڑاؤ کے لیے اس جگہ کا انتخاب فرماتے جہاں پر حملے کا خدشہ کم ہوتا اور مسلمان لشکر زیادہ محفوظ ہوتا غزوہ احد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لشکر کے لیے وہ مقام منتخب فرمایا جو جنگی نقطہ نظر سے میدان جنگ کا سب سے بہترین مقام تھا۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ کی بلندیوں کی اوٹ لے کر اپنی پشت اور اور دایاں بازو محفوظ کر لیا۔ اور بائیں بازو پر دوران جنگ جس واحد شگاف سے حملہ کر کے پشت تک پہنچا جا سکتا تھا اسے تیر اندازوں کے ذریعے بند کر دیا اور پڑاؤ کے لیے ایک اونچی جگہ منتخب فرمائی کہ اگر خدانخواستہ شکست سے دوچار ہونا پڑے تو بھاگنے اور تعاقب کنندگان کی قید میں جانے کے بجائے کیمپ میں پناہ لی جا سکے۔[40]

---

[35] صدیقی، محمد یلیین، مظہر، ڈاکٹر، عہد نبویؐ میں تنظیم ریاست و حکومت، نئی دہلی: فرنٹیر آفسٹ پٹوری ہاؤس، طبع اول، 1988ص 240

[36] ایضاً ص 235

[37] حلبی، برہان الدین، علی، علامہ، السیرۃ الحلبیۃ، مترجم، مولانا محمد اسلم قاسمی، کراچی: دار الاشاعت، مئی 2009ء، ص 3/70

[38] ابن سعد، محمد، علامہ، طبقات ابن سعد، مترجم، علامہ عبد اللہ العمادی، کراچی: نفیس اکیڈیمی، س۔ن، ص 1/341

[39] ابن قیم، ابی عبد اللہ، علامہ، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، مترجم، رئیس احمد جعفری، کراچی: نفیس اکیڈیمی، 1990ء، ص 2/880

[40] مبارکپوری، صفی الرحمن، مولانا، تجلیاتِ نبوت، لاہور: دار السلام، س۔ن، ص 248

لشکر کی روانگی کا وقت

اسلامی لشکری کا صحیح وقت پر کوچ کرنا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظتی تدابیر میں سے ہے۔ غزوہ بنی مصطلق کے حوالے سے ابن ہشام لکھتے ہیں کہ:

> جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام سے روانہ ہوئے تو اسید بن حضیرؓ نے حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور عرض کیا یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج ایسے وقت میں کوچ فرمایا ہے کہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی روانہ نہ ہوتے تھے۔[41]

مناسب موقع کی تلاش

آپ صلی اللہ علیہ وسلم دشمن پر حملہ کرنے کے لیے مناسب موقع کی تلاش میں رہتے تھے غزوہ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ کی ایک گھاٹی میں جا کر ٹھہرے اور اپنے لشکر کی پشت احد کی طرف کر کے فرمایا کہ جب تک میں حکم نہ کروں تم جنگ نہ کرنا۔ قریش نے انصار کے کھیتوں میں اپنے جانور چرنے چھوڑ دیے تھے۔ انصار میں سے ایک شخص نے ان جانوروں کو چرتے ہوئے دیکھ کر کہا افسوس ہے بنی قیلہ کی کھیتی چرا رہے ہیں اور ہم نے ابھی تک مدافعت نہیں کی۔[42]

تجارتی شاہراوں پر قبضہ

کسی بھی ریاست کی حفاظت کے لیے سب سے اہم دشمنوں کو معاشی طور پر کمزور کرنا تھا کہ وہ معاشی طور پر بہتر ہو کر ریاست پر حملہ نہ کر سکیں بہت اہمیت کا حامل ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حوالے سے شام کو جانے والی قریش کی تجارتی شاہراہ، جو ان کے لیے سرمایہ افتخار تھی۔ بند کرنے کے اقدامات کیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کو جانے والی قریش کی تجارتی شاہراہ کی ناکہ بندی کی۔ یہ راستہ کوئی اسی میل کی ساحلی پٹی پر پھیلا ہوا تھا اور آسانی سے مسلمانوں کی دسترس میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حبس الطریق کا طریقہ اختیار کر کے گویا ان کی اقتصادی شہ رگ ہی کاٹ دی۔ اور جب قریش نے نجد والا راستہ اختیار کیا تو مسلمانوں نے اسے بھی بند کر دیا۔ اس طرح قریش بے بس ہو گئے ان علاقوں پر مسلمانوں کی ہیبت اور سطوت قائم ہو گئی اور قریش کا رعب اور داب جاتا رہا۔[43]

کفار کے سامان کو راستے میں ہی روک لینا مسلمانوں کی حفاظت کا سبب بھی بنا غزوہ احزاب کے حوالے سے ڈاکٹر حمید اللہ بیان کرتے ہیں کہ اس غزوہ میں قریش کے پاس زاد راہ ختم ہو گیا۔ انہوں نے خیبر سے کچھ چیزیں منگوائیں جو ان تک پہنچیں۔ مسلمانوں کے دستے ہر وقت چوکس رہتے تھے۔ انہوں نے ایک مرتبہ اس آنے والی مدد کو روک کر چھین لیا اور قریش کو اس آخری مدد سے جو مل رہی تھی محروم کر دیا۔ قریش دل برداشتہ ہو جاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس لڑائی کو ختم کر کے واپس چلے جائیں۔[44]

کفار کی تعداد جاننے کا نبوی انداز

غزوہ بدر میں کفار کے پانی پلانے والوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ قریش کہاں ہیں انہوں نے جواب دیا کہ اس ٹیلے کے پیچھے جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے رہیں۔ آپصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کتنے ہیں انہوں نے کہا

---

[41] ابن ہشام، عبد الملک، ابو محمد، السیرۃ النبویۃ، مترجم، سید یٰسین علی حسنی، لاہور: ادارہ اسلامیات، طبع سوم، مئی 1994ء، ص2/ 195

[42] ایضاً ص2/ 84

[43] قریشی، محمد صدیق، پروفیسر، رسول اکرم ﷺ کی نظام جاسوسی، کراچی: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1990ء، ص25

[44] حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، اسلام آباد: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، طبع یازدھم، 2007ء، ص 241

HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

بہت ہیں آپصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ ایک دن نو اور ایک دن دس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہزار اور نو سو کے درمیان ہیں اور نو سو پچاس آدمی تھے اور ان کے گھوڑے سو تھے۔[45]

دشمن کی تعداد معلوم کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ مخالف طاقت سے کس طرح نبرد آزما ہوا جا سکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ بالا تمام حفاظتی اقدامات کیے جن کے موثر نتائج برآمد ہوئے۔ کسی ریاست کے دفاع کے لئے فوجی انتظامات بھی ضروری ہوتے ہیں۔ فوجی انتظامات کی تشکیل کی دو اہم وجوہ ہیں۔ ایک تو یہ کہ مسلمانوں کے جان و مال اور عزت و آبرو کا تحفظ ہو اور ان کے علاقے کو دشمنوں سے بچایا جا سکے اور دوسری وجہ ظلم و کفر کی تاریکی کو دور کرکے اسلام کی مشعل کو روشن کرنا تاکہ لوگ اس کی روشنی میں راہِ ہدایت پر چل سکیں۔

شہری ریاست کو اندرونی اور بیرونی خلفشار سے بچانے اور استحکام بخشنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلسل تدابیر اختیار کیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ شہر میں امن و امان اور داخلی استحکام کو یقینیبنا کر ایک شہری مملکت کی بنیاد ڈالی۔[46]

ریاست مدینہ پر شب خون مارنے والوں کا تعاقب

ریاست مدینہ کی حفاظت کے پیش نظر حملہ آوروں کا پیچھا کیا جاتا اور اس حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کے ساتھ شب خون مارنے والوں کا تعاقب فرماتے۔

اصحاب "صفہ" کا حفاظتی دستہ

اس سلسلے میں "صفہ" کا بھی ذکر کرنا چاہیے جس کا تعلق تعلیم و تربیت کے علاوہ فوج سے بھی ہے۔ بعض اوقات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی اطلاع آتی کہ فلاں قبیلے کے خلاف تدبیر اختیار کرنے کی ضرورت ہے یعنی دشمن کو سزا دی جائے یا اس کا تعاقب کیا جائے۔ مثلاً کسی نے مدینے کے ایک گھر پر چھاپا مارا تو ضرورت تھی کہ فوراً ہی اس کے تعاقب کے لیے فوج کا ایک دستہ روانہ کیا جائے۔ ایسی ہنگامی ضرورت کے لیے "صفہ" کار آمد ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ اعلان ہوتے ہی کہ ایک مہم کے لیے اتنے آدمیوں کی ضرورت ہے فوراً اصحاب صفہ کی ایک جماعت اس مہم پر روانہ ہو جاتی۔ ان کو دن یا رات میں کسی وقت بھی بلایا اور بھیجا جا سکتا تھا۔[47]

تاریخ ابن خلدون میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو آٹھ مہاجرین کے ہمراہ کرز بن جابر کے تعاقب میں روانہ فرمایا جس وقت اس نے اطراف مدینہ پر شب خون مارا تھا۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے فرار تک اس کا تعاقب فرمایا تھا لیکن اس کے نہ ملنے پر واپس آ گئے۔[48]

اسی طرح ابوسفیان رات میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور ان میں سے چند لوگوں کو مدینہ کی طرف بھیجا۔ یہ لوگ مدینہ کے ایک کنارہ کی طرف آئے جس کا نام عریض ہے۔ یہاں ایک انصاری کی کھیتی اور کھجوروں کے چند درخت تھے۔ ان میں ان شیطانوں نے آگ لگا دی اور ان انصاری کو ان کے ساتھی سمیت سوتے ہوئے شہید کیا اور پھر وہاں سے بھاگ گئے جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً بشیر بن عبد المنذر کو مدینہ میں نائب مقرر کرکے ابوسفیان کا تعاقب کیا۔[49]

نیابت کی صورت میں ریاست مدینہ کی حفاظت کا اہتمام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مہم پر روانہ ہوتے تو اہل مدینہ کو بے یار و مددگار نہ چھوڑتے بلکہ ان کی حفاظت کے لیے نائب مقرر فرماتے۔

---

[45] ابن سعد، محمد، علامہ، طبقات ابن سعد، مترجم، علامہ عبد اللہ العمادی، کراچی: نفیس اکیڈیمی، س۔ن، ص 1/ 253

[46] علوی، خالد، ڈاکٹر، انسان کامل، لاہور: الفیصل ناشران غزنی سٹریٹ اردو بازار، 2000ء، ص 325

[47] حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، اسلام آباد: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، طبع یازدھم، 2007ء، ص 209

[48] ابن خلدون، عبد الرحمٰن، علامہ، تاریخ ابن خلدون، مترجم، حکیم احمد حسین الہ آبادی، کراچی: نفیس اکیڈمی، جنوری 2003ء، ص 1/ 67

[49] ابن ہشام، عبد الملک، ابو محمد، السیرۃ النبویۃ، مترجم، سید یٰسین علی حسنی، لاہور: ادارہ اسلامیات، طبع سوم، مئی 1994ء، ص 2/ 71

غزوہ بدر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی امامت اور اہل بیت کی حفاظت کے لیے حضرت ابن ام مکتومؓ کو خلفیہ مقرر کیا۔[50]
اسی طرح ابو لبابہ بن المنذرؓ کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں اپنا خلیفہ بنایا۔[51] اسی طرح غزوہ بحران میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی جنگ کے ارادہ سے مدینے سے کوچ فرمایا اور ابن مکتومؓ کو مدینہ میں نائب مقرر کیا۔[52]
اور غزوہ ابواء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن عبادہؓ کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔[53] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بواط میں سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا خلیفہ بنایا۔[54] غزوہ بنی مصطلق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ابوذر غفاریؓ اور بقول بعض نمیلہ بن عبد اللہ لیثیؓ کو حاکم مقرر فرمایا۔[55] غزوہ ذی امر میں عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ میں نائب مقرر کیا۔[56] غزوہ ذات الرقاع میں حضرت ابو ذر غفاریؓ کو مدینہ پر عامل بنایا گیا۔[57] غزوہ عشیرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ابوسلمہ بن عبد الاسد کو اپنا قائم مقام مقرر کیا۔[58] اسی طرح ہوازن کی مہم پر روانہ ہوتے وقت عتاب بن اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمسؓ کو ان لوگوں پر حاکم مقرر کیا جو یہاں رہ گئے تھے۔[59] اس طرح مدینہ میں رہ جانے والے لوگوں کی حفاظت کا انتظام و انصرام کیا جاتا تھا۔

ریاست مدینہ کی حفاظت

فراست نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین اور کفار کی ان تمام کوششوں اور تدابیر کو خاک میں ملا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جونہی پتہ چلتا کہ کوئی قبیلہ حملہ کی تیاری کر رہا ہے۔ آپصلی اللہ علیہ وسلم اس کے حملہ سے پہلے ہی مجاہدین کا دستہ بھیج کر اس کی سرکوبی کر دیتے اور شورش کی چنگاریوں کو شعلے کی شکل اختیار کرنے سے پہلے ہی ٹھنڈا کر دیتے۔[60] یعنی خطرہ کے پیش آنے سے پہلے ہی خطرہ کا سدباب کر دیا جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے افراد رعیت میں سے ہر صاحب استطاعت پر شہر کی حفاظت کی ذمہ داری عائد کر رکھی تھی۔ وہاں کوئی مختص فوج (Standing Army) نہ تھی بلکہ لوگوں کو جہاں کے لئے بلایا جاتا اور اس مقصد کے لئے ان میں سے باصلاحیت اور جری افراد کا انتخاب پوری توجہ سے کر لیا جاتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مواخات کے علاوہ میثاق مدینہ اور دوسرے قبائل سے معاہدے کئے جن سے مخالفین میں کمی آئی۔ ان معاہدات کی حکمت یہ بھی تھی کہ جو شخص قبیلہ، گروہ یا خاندان مسلمان ہو وہ مدینہ یا مضافات مدینہ میں آبسے تاکہ آبادی بڑھنے سے فوجی و سیاسی حالات محفوظ ہوں۔ اس طرز عمل کا فائدہ یہ ہوا کہ مسلمان فوج کے لئے محفوظ رضاکاروں میں روز افزوں اضافہ ہوا اور نو مسلموں کے لئے تربیت و تعلیم کا انتظام ہوا۔[61]

---

[50] ابن قیم، ابی عبد اللہ، علامہ، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، مترجم، رئیس احمد جعفری، کراچی: نفیس اکیڈیمی، 1990ء، ص 2/771

[51] ابن سعد، محمد، علامہ، طبقات ابن سعد، مترجم، علامہ عبد اللہ العمادی، کراچی: نفیس اکیڈیمی، س۔ن، ص 1/250

[52] ابن ہشام، عبد الملک، ابو محمد، السیرۃ النبویۃ، مترجم، سید یٰسین علی حسنی، لاہور: ادارہ اسلامیات، طبع سوم، مئی 1994ء، ص 2/71

[53] ابن خلدون، عبد الرحمٰن، علامہ، تاریخ ابن خلدون، مترجم، حکیم احمد حسین الہ آبادی، کراچی: نفیس اکیڈمی، جنوری 2003ء، ص 1/25

[54] ابن سعد، محمد، علامہ، طبقات ابن سعد، مترجم، علامہ عبد اللہ العمادی، کراچی: نفیس اکیڈیمی، س۔ن، ص 1/247

[55] ابن ہشام، عبد الملک، ابو محمد، السیرۃ النبویۃ، مترجم، سید یٰسین علی حسنی، لاہور: ادارہ اسلامیات، طبع سوم، مئی 1994ء، ص 2/194

[56] ایضاً ص 2/71

[57] ابن قیم، ابی عبد اللہ، علامہ، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، مترجم، رئیس احمد جعفری، کراچی: نفیس اکیڈیمی، 1990ء، ص 2/701

[58] ابن خلدون، عبد الرحمٰن، علامہ، تاریخ ابن خلدون، مترجم، حکیم احمد حسین الہ آبادی، کراچی: نفیس اکیڈمی، جنوری 2003ء، ص 1/66

[59] ابن ہشام، عبد الملک، ابو محمد، السیرۃ النبویۃ، مترجم، سید یٰسین علی حسنی، لاہور: ادارہ اسلامیات، طبع سوم، مئی 1994ء، ص 2/290

[60] ظفر، محمود احمد، حکیم، پیغمبر اسلام ﷺ غزوات و سرایا، لاہور: نشریات، 2014ء، ص 355

[61] علوی، خالد، ڈاکٹر، انسان کامل، لاہور: الفیصل ناشران غزنی سٹریٹ اردو بازار، 2000ء، ص 325

حرف و سخن HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

آغاز میں اسلامی حکومت کے پاس مال نہ تھا۔ اس کا حل خدائے حکیم نے یوں کر دیا کہ جہاد کو مسلمانوں کا ایک فریضہ قرار دیا گیا۔ ہر شخص پر واجب تھا کہ اسلام کے دفاع کے لئے اپنی جان اور مال کو قربان کرے۔ یہ نہیں کہ سو فی صد مسلمان جنگوں میں حصہ لیں بلکہ بر وقت ضرورت ہر شخص کا فرض ہے کہ اپنے آپ کو پیش کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطلوبہ تعداد میں لوگوں کو چن لیتے تھے، اور انہیں مہم پر روانہ کر دیتے تھے۔ اور اگر کوئی مہم بھیجنی ہوتی تو ظاہر ہے کہ اس کے لیئے تیاریاں کرنی ہوتیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے خطبے میں یا کسی نماز کے بعد یا غیر معمولی اجتماع کر کے فرماتے کہ اتنے آدمیوں کی ضرورت ہے تو لوگ رضاکارانہ اپنے آپ کو پیش کر دیتے۔ اس سلسلے میں یہ دلچسپ چیز ہے کہ ان کے نام اور پتے نوٹ کیے جاتے تھے اور بعد میں اس کے مطابق انہیں اطلاع دی جاتی تھی کہ تم سب لوگ فلاں مقام پر فلاں وقت اپنے ہتھیار اور ضروری سامان کے ساتھ جمع ہو جاؤ۔[62]

اسلامی فوج کی تربیت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم وقتاً فوقتاً فوجی مشقیں کرواتے اور گھوڑوں، اونٹوں اور گدھوں وغیرہ کی دوڑ، تیر اندازی کے مقابلہ بھی کرواتے تھے۔[63] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو ورزش کی ترغیب دیتے تھے، نشانہ بازی کی مشق کی بھی ہمیشہ تشویق دلاتے۔ خود بھی وہاں جاتے اور اپنے سامنے گھڑ دوڑ کراتے، اونٹ کی دوڑ کراتے، آدمیوں کی دوڑ کراتے، کشتی کے مقابلے کرواتے اور لوگوں کو انعامات دیتے تھے۔ چنانچہ مدینہ منورہ میں آج بھی شمال دروازے کے پاس ایک مسجد ہے، جس کا نام مسجد سبق ہے۔ سبق کے معنی مسابقت میں جیتنا ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام پر جو ایک پہاڑی کے دامن میں ہے، بلندی پر کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور جب گھوڑے دوڑتے ہوئے آتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود فیصلہ فرماتے کہ کونسا نمبر 1 ہے اور کون سا نمبر 2 اور نمبر 3 وغیرہ۔ مقریزی، نے بیان کیا ہے کہ پانچ اول آنے والے گھوڑوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انعام دیا کرتے تھے اور یہ انعام کبھی کھجور کی صورت میں ہوتے، کبھی کسی چیز کی صورت میں۔[64]

اسلامی فوج کی تقسیم

اسلامی فوج کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا جاتا تھا۔

۱۔ میمنہ: فوج کے دایاں بازو کو کہا جاتا تھا(Right Wing)

۲ میسرہ: فوج کا بایاں بازو کہلاتا تھا(Left Wing)

۳۔ قلب: فوج کا مرکزی حصہ جس میں سالارِ اعظم موجود ہوتا تھا۔

۴۔ مقدمہ: فوج کا ہر اول دستہ جو ان تینوں دستوں سے آگے ہوتا تھا۔

۵۔ ساقہ: فوج کا عقبی دستہ جو کہ عقب میں نظر رکھنے کی خاطر فوج سے پیچھے ہوتا تھا۔[65]

اسے ہم فوج کا پہرہ دار دستہ بھی کہہ سکتے ہیں جو پیچھے سے حملہ آور ہونے والوں سے اسلامی فوج کی حفاظت کی خاطر پہرہ داری کرتا۔

اسلامی لشکر کی پہرہ داری کرنے والے کا ذکر حدیث مبارکہ میں بھی آیا ہے۔

طُوبَى لِعَبْدٍ آخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَشْعَثَ رَأْسُهُ، مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ، إِنْ كَانَ فِي الحِرَاسَةِ، كَانَ فِي الحِرَاسَةِ، وَإِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ۔[66]

---

[62] حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، اسلام آباد: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، طبع یازدھم، 2007ء، ص 209

[63] نجمہ، راجہ یٰسین، عہد نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا بلدیاتی نظم و نسق، کراچی: اسلامک ریسرچ اکیڈمی، نومبر 2008ء، ص 164

[64] حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، اسلام آباد: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، طبع یازدھم، 2007ء، ص 209

[65] نجمہ، راجہ یٰسین، عہد نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا بلدیاتی نظم و نسق، کراچی: اسلامک ریسرچ اکیڈمی، نومبر 2008ء، ص 165

[66] بخاری، أبو عبد اللہ، محمد بن إسماعیل، الجامع صحیح البخاری، کِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ، بَابُ الحِرَاسَةِ فِي الغَزْوِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، رقم الحدیث: 2887

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

"خوشخبری ہے اس بندے کیلئے جو اپنے گھوڑے کی لگام اللہ کی راہ میں پکڑے ہوئے ہو، اس کے سر کے بال پراگندہ اور پاؤں گرد آلود ہوں اگر وہ امام کی جانب سے پاسبانی پر مقرر ہو، تو حفاظت میں پوری تندہی سے لگا رہے اور اگر فوج کے پیچھے حفاظت کیلئے لگا دیا جائے، تو لشکر کے پیچھے لگا رہے"

اسلامی فوج میں پہرہ دار دستوں کے متعلق یسین مظہر صدیقی لکھتے ہیں کہ:

الحرس یا محافظ فوج کی ایک اور قسم تھی جو کہ ہم چوکسی کی فوج یا دستہ بھی کہتے ہیں۔ یہ مہموں کے دوران رات میں اسلامی لشکر یا کیمپ کی حفاظت کرتی تھی یا دشمن کی حرکات و سکنات پر نظر رکھتی تھی تاکہ شب خون سے بچایا جاسکے۔

شب بیدار محافظوں کے علاوہ الحرس میں کیمپ محافظ بھی تھے یہ محافظ اسلامی کیمپ کا گشت لگاتے رہتے تھے اور اپنے ساتھی مجاہدین کی حفاظت کرتے تھے۔ کبھی ایک پورا دستہ اس کام کو انجام دیتا تھا اور کبھی ایک یا دو آدمی کافی سمجھے جاتے تھے۔

ظاہر ہے کہ محافظین کی تعداد حالات اور مواقع کے تقاضوں کے مطابق ہوتی تھی۔ خطرہ کم ہوتا تھا یا مہم چھوٹی ہوتی تھی تو ایک دو آدمی کافی ہو جاتے تھے یا اچانک ضرورت پیش آجانے پر بھی ایک آدمی کفائت کر جاتا تھا۔ مثال کے طور پر جنگ خندق کے دوران رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر اچانک گشت کرتے ہوئے ایک ایسی جگہ پر پڑی جہاں سے خندق پار کی جاسکتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود اس کی نگرانی فرمائی تا آنکہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ سنبھالی[67]۔

اسلامی سرحدوں کی حفاظت و پہرہ داری کے لیے اسلحہ کی فراہمی

اسلامی حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ فوج کو جدید ترین اسلحہ سے لیس کرے کیونکہ سرحدوں کی حفاظت کے بغیر کوئی بھی ریاست قائم نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ سرحدوں کی حفاظت کرنے والے پہرہ داروں کے پاس اسلحہ نہ ہو تو وہ کیوں کر سرحدوں کی پہرہ داری کرسکیں گے۔

جنگی ہتھیاروں کی فراہمی اور سامان خور دونوش کی سپلائی کو خاصی اہمیت حاصل ہوتی ہے اور کوئی سپہ سالار اس سے صرف نظر نہیں کر سکتا فریق مخالف کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ دشمن کی سپلائی لائن کاٹ دے تاکہ اس کے حوصلے پست ہو جائیں اور ہتھیار ڈال دے، یہ حقیقت اور ضرورت نگاہ نبوت سے اوجھل نہ تھی اگرچہ ریاستی وسائل اس بات کی اجازت نہیں دیتے تھے کہ عساکر اسلام کو ملنے والی امداد نہ صرف وافر مقدار میں ہو بلکہ یہ اعلیٰ معیار کی حامل بھی ہو تاہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے محدود مالی وسائل کے پیش نظر ممکن حد تک سپلائی لائن میں کوئی رکاوٹ نہ آئی۔[68]

ڈاکٹر حمید اللہ اس حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکومت کے زیر اہتمام فوجی سامان کا ذخیرہ بھی جمع کرنا شروع کیا مثلاً ہتھیار خریدنا، گھوڑے اونٹ خریدنا، ان کو سرکاری چراگاہ میں رکھنا، تاکہ بوقت ضرورت اگر سپاہیوں کے پاس ان کی ضرورتوں کی چیزیں ناکافی ہوں تو سرکاری طور پر بھی ان کو مدد دی جائے تاکہ فوج کے انتظامات ناکافی ہونے کی وجہ سے فوج کو نقصان اور تکلیف نہ ہو۔[69]

ایک پالیسی جو خود رسول کریم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ضمن میں ایک بڑی اسلامی ریاست کی جانب سے اپنائی تھی اور وہ یہ تھی کہ اموال غنیمت کے خمس کے ایک حصہ کو اور اکثر حالات میں اضافی آمدنی کو گھوڑوں اور اسلحوں کی خرید پر خرچ فرماتے تھے۔[70]

---

[67] صدیقی، محمد یٰسین، مظہر، ڈاکٹر، عہد نبویؐ میں تنظیم ریاست و حکومت، نئی دہلی: فرنٹیر آفسٹ پٹوری ہاؤس، طبع اول، 1988ص 234

[68] القادری، محمد طاہر، ڈاکٹر، سیرۃ الرسول ﷺ، لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز، طبع ششم، 2001ء اپریل، ص 7

[69] حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، اسلام آباد: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، طبع یازدھم، 2007ء، ص 210

[70] صدیقی، محمد یٰسین، مظہر، ڈاکٹر، عہد نبویؐ میں تنظیم ریاست و حکومت، نئی دہلی: فرنٹیر آفسٹ پٹوری ہاؤس، طبع اول، 1988ص 235

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

یہودی باندیوں کی فروختگی اور اسلحہ کی خریداری

آنحضرت اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد ابن زید انصاریؓ کے ہاتھ بنی قریظہ کے قیدیوں یعنی غلام باندیوں کو فروخت کرنے کے لئے نجد کے علاقہ بھیجا تاکہ ان کے بدلے گھوڑے اور ہتھیار وغیرہ خریدے جائیں۔[71]

جنگی قیدیوں کے بدلے اسلحے کا حصول

جنگی قیدیوں سے ان کی رہائی کے بدلے اسلحہ بھی لیا جاتا تھا ڈاکٹر حمید اللہ "خطبات بہاولپور" میں بیان کرتے ہیں کہ:

> جنگی قیدیوں میں بعض لوگ تاجر تھے مثلاً ایک شخص اسلحہ بیچنے والا تھا، اس نے کہا کہ میں اس رقم کے برابر اسلحہ تمہیں دیتا ہوں اسے قبول کیا گیا۔[72]

بوقت ضرورت مشرکین سے اسلحہ مستعار لینا

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوازن کے مقابلہ پر جانے کی تیاری کی تو کسی نے عرض کیا کہ صفوان بن امیہ کے پاس زرہیں اور ہتھیار بہت ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان کے پاس جو ہنوز مشرک تھے آدمی بھیجا کہ بطور عاریت تم اپنی زرہیں اور ہتھیار ہمیں دیدو کہ ہم ان کیساتھ اپنے دشمن سے جنگ کریں۔ صفوان نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرا مال غصب کرنے کے لئے لینا چاہتے ہیں۔ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غصب نہیں کرتے بلکہ بطور امانت کے مانگتے ہیں۔ جنگ سے فارغ ہو کر پھر تم کو بجنسہ واپس دے دیں گے۔ تب صفوان نے ایک سو زرہیں مع ان کے ہتھیاروں کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیں۔[73]

نیز خیال یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے سواریوں کے متعلق بھی فرمایا۔ اس کی تعمیل بھی کی گئی۔[74]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دو طرح کے ہتھیار استعمال ہوتے تھے۔ کچھ ہتھیار تو وہ ہوتے تھے جو ہر فرد کے اپنے ذاتی ہوتے تھے۔ عرب میں قبائلی معاشرہ تھا۔ ہمارے ہاں کے قبائلی معاشرہ میں ہر فرد کا ذاتی اسلحہ الگ ہوتا ہے۔ عرب میں بھی کچھ ایسا ہی تھا۔ اس ذاتی اور انفرادی اسلحہ کے علاوہ کچھ بڑا اسلحہ تھا جو ریاست کی ملکیت ہوتا تھا۔ چنانچہ عرب میں یمن کی طرح جو علاقے زیادہ متمدن اور بڑے تھے وہاں دو بڑے ہتھیار بھی استعمال ہوتے تھے ایک منجنیق اور دوسرا دبابہ کہلاتا تھا۔[75]

آپ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ان سب آلات کے استعمال میں مہارت حاصل کرنے کی تلقین فرمائی۔[76]

مشرکین سے جدید اسلحے کو بنانے اور چلانے کی تربیت لینا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو صحابہ کرام کو یمن سے منجنیق چلانے کا طریقہ سیکھنے اور ایک منجنیق خرید لانے کے لئے بھیجا۔ وہ اس کو بنانے اور چلانے کی تربیت بھی حاصل کر کے واپس آئے۔[77] راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا اور خوب جنگ ہوئی تیز

---

[71] حلبی، برہان الدین، علی، علامہ، السیرۃ الحلبیۃ، مترجم، مولانا محمد اسلم قاسمی، کراچی: دار الاشاعت، مئی 2009ء، ص2/418

[72] حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، اسلام آباد: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، طبع یازدھم، 2007ء، ص232

[73] ابن ہشام، عبد الملک، ابو محمد، السیرۃ النبویۃ، مترجم، سید یٰسین علی حسنی، لاہور: ادارہ اسلامیات، طبع سوم، مئی 1994ء، ص2/290

[74] ابن قیم، ابی عبد اللہ، علامہ، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، مترجم، رئیس احمد جعفری، کراچی: نفیس اکیڈیمی، 1990ء، ص2/933

[75] غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضراتِ سیرت ﷺ، لاہور: الفیصل ناشران و تاجران کتب، طبع چہارم، ستمبر 2012ء، ص353

[76] کیلانی، حبیب الرحمٰن، ڈاکٹر، نبی اکرم ﷺ بحیثیت سپہ سالار، لاہور: دار السلام، طبع دوم، جون 2010ء، ص65

[77] غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضراتِ سیرت ﷺ، لاہور: الفیصل ناشران و تاجران کتب، طبع چہارم، ستمبر 2012ء، ص353

حرف و سخن HARF-O-SUKHAN Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

اندازوں نے اپنے ہنر ظاہر کئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منجنیق لگا کر اہل طائف پر سنگباری شروع کی۔ اسلام میں سب سے پہلے منجنیق اہل طائف پر استعمال کی گئی۔[78]

یوں آپ ﷺ نے ریاست کی حفاظت کے لیے جدید اسلحے کا حصول بھی یقینی بنایا تاکہ دشمن سے مقابلہ کرتے وقت اس پر برتری حاصل رہے۔

جنگ کے موقع پر مسلمانوں کے خفیہ شعار

نیز لڑائی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کا ایک نشان مقرر فرمادیتے۔ جب وہ آپس میں ملیں تاکہ دشمن دھوکہ دے کر شریک نہ ہو سکے۔

ایک بار ان کا شعار یہ تھا"امت امت" ایک بار "یا منصور" شعار مقرر کیا گیا ایک بار "هم لا ینصرون" شعار تھا۔[79]

ابن اسحاق کہتے ہیں ابن عباس سے روایت ہے کہ جنگ بدر کے سوا کسی اور جنگ میں فرشتوں نے جنگ نہیں کی دوسری جنگوں میں صرف تعداد بڑھانے کے واسطے فرشتے آئے تھے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں صحابہ کرامؓ کا شعار جنگ بدر میں "احد احد" تھا۔[80]

یہ خفیہ الفاظ اسلامی لشکر کے پہرہ داروں کے لیے بھی معاون و مددگار ہوتے تھے جن کی مدد سے وہ غیر اسلامی فوج کے لوگوں کو پہچان لیتے اور ان سے مسلمان لشکر محفوظ رہتا۔

مدینہ طیبہ کی خفیہ پولیس

بلادِ مغرب میں قدیم دور میں خفیہ پولیس کو الحاکم اندلس میں صاحب المدینہ اور تونس و قیروان میں اس کو عریف کہا جاتا تھا، آج کل اسے مقدمی الحارات کہا جاتا ہے۔ المقریزی کی خط میں ہے سلف اسے شرطہ کہتے تھے اور بعض لوگ اسے صاحب العس کہا کرتے تھے، ان کا کام رات کو شہر میں گشت کرنا تھا تاکہ جرائم پیشہ افراد پر نظر رکھی جائے۔[81]

عہد رسالت ﷺ میں خصوصی سکیورٹی پر مامور افراد

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اس منصب پر فائز ہونے والوں میں سے ایک حضرت سعد بن ابی وقاصؓ ہیں اور ان کے متعلق مروی ہے کہ:

> عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عَاءِشَةَ، قَالَتْ: أَرِقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَقَالَ: لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِي يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ، قَالَتْ وَسَمِعْنَا صَوْتَ السِّلَاحِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ: يَا رَسُولَ اللهِ جِءْتُ أَحْرُسُکَ. قَالَتْ عَاءِشَةُ: فَنَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيطَهُ.[82]
>
> "عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ کی ایک رات آنکھ کھل گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاش کہ میرے صحابہ میں سے کوئی ایسا نیک آدمی ہو جو رات بھر میری حفاظت کرے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے اسلحہ کی آواز سنی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون ہے عرض کیا سعد بن ابی وقاص اے اللہ کے رسول میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہرہ دینے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ سیدہ عائشہ

---

[78] ابن ہشام، عبد الملک، ابو محمد، السیرۃ النبویۃ، مترجم، سید یٰسین علی حسنی، لاہور: ادارہ اسلامیات، طبع سوم، مئی 1994ء، ص 1/ 302

[79] شعار یعنی علامت اہل اسلام کی تھی کہ جنگ مغلوبہ میں مسلمان احد احد کہتے جاتے تھے تاکہ اپنے اور بیگانے کو پہچان لیں۔

[80] ابن قیم، ابی عبد اللہ، علامہ، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، مترجم، رئیس احمد جعفری، کراچی: نفیس اکیڈیمی، 1990ء، ص 2/ 923

[81] الکتانی، الشیخ عبد الحیی، علامہ، التراتیب الاداریۃ، مترجم، مولانا حافظ محمد ابراہیم فیضی، لاہور: فرید بک سٹال، طبع اول، اکتوبر 2005ء، ص 349

[82] المسلم، ابو الحسن، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ، بَابٌ فِي فَضْلِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، رقم الحدیث 2410

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے یہاں تک کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خراٹوں کی آواز سنی۔"

ان کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بدیل بن ورقاءؓ حضرت اوس بن عرابہؓ حضرت اوس بن ثابتؓ اور حضرت رافع بن خدیجؓ کو مدینہ طیبہ کی نگرانی اور حفاظت کی ذمہ داری سونپی۔[83]

اس شعبہ کے متعلق محمود احمد غازی "محاضرات سیرتؐ "میں بیان کرتے ہیں کہ:

حضرت محمد بن مسلمہ انصاری، جو ایک نمایاں انصاری سردار تھے، ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے امن و امان کا ذمہ دار قرار دیا تھا۔ اس طرح ان کو ہم مدینہ کا پہلا پولیس افسر کہہ سکتے ہیں۔ ان کے مقرر کردہ کارندے ہوتے تھے جو شہر کے مختلف علاقوں اور قریب کے دیہاتوں میں جا کر امن وامان کا فریضہ انجام دیا کرتے تھے۔[84]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پولیس کو بھی منظم کیا اور بطور ریاست دان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرکز حکومت مسجد نبوی تھی۔

صاجزادہ ساجد الرحمن اس ضمن میں رقمطراز ہیں:

عہد رسالت میں تمام اختیارات کا مرکز و منبع آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات والاصفات تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اور اپنے صحابہؓ سے بعض امور یعنی باز اروں کا گشت، اشیاء کی جانچ پڑتال، مجرموں کی گرفتاری، حبس کی سزا اور مجرموں کی گردن اڑانے وغیرہ کے معاملات سرانجام دلوائے جن کے بارے میں اب یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ معاملات محکمہ پولیس سے متعلق ہیں۔[85]

مدینہ طیبہ کی ریاست میں پہرہ داری کا نظام

پہرہ داروں کا تقرر

ریاست مدینہ میں پہرہ داری کے متعلق ڈاکٹر حمید اللہ "خطبات بہاولپور" میں فرماتے ہیں کہ: مدینہ میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان سارے مقامات پر جو گویا شہر کے دروازے تھے، جہاں سے لوگ گزرتے تھے وہاں ناکہ بندی کے لیے چوکیاں قائم کرتے ہیں تاکہ کوئی شخص باہر کا نہ اندر آئے اور نہ اندر کا باہر جائے۔[86] ڈاکٹر محمود احمد غازی "محاضرات سیرت "میں ریاست مدینہ کے نظام پہرہ داری کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد جرائم میں بہت کمی آگئی۔ لیکن پھر بھی قتل، چوری، بدکاری، شراب خوری، ڈاکہ اور اغواوغیرہ کے اکادکا واقعات یہودی کرتے رہتے تھے۔ ایک ایک کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان واقعات کا سدباب کیا۔ راتوں کو مدینہ منورہ میں پہرے کا انتظام بھی کیا۔[87] غزوہ احد میں چونکہ شہر پر حملے کا اندیشہ تھا اس لئے ہر طرف پہرے بٹھا دیے گئے۔ سعدؓ بن عبادہ اور سعد بن معاذؓ ہتھیار لگا کر تمام رات مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر پہرہ دیتے رہے تا کہ دشمن شبخون نہ مار سکے۔[88]

---

[83] عسقلانی، ابن حجر، علامہ، حافظ، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، مترجم، مولانا محمد عامر شہزاد علوی، لاہور: مکتبہ رحمانیہ، س۔ن، ص 1/ 80

[84] غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضراتِ سیرت ﷺ، لاہور: الفیصل ناشران و تاجران کتب، طبع چہارم، ستمبر 2012ء، ص417

[85] صدیقی، صاحبزادہ، ساجد الرحمٰن، اسلامی معاشرہ کی تاسیس و تشکیل، اسلام آباد: مطبع ادارہ تحقیقات اسلامی، 1997ء، ص204

[86] حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، اسلام آباد: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، طبع یازدھم، 2007ء، ص252

[87] غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضراتِ سیرت ﷺ، لاہور: الفیصل ناشران و تاجران کتب، طبع چہارم، ستمبر 2012ء، ص417

[88] قریشی، محمد صدیق، پروفیسر، رسول اکرم ﷺ کی نظام جاسوسی، کراچی: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1990ء، ص99

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

مدینہ طیبہ میں پہرہ دار فوج کا تقرر

جب عمرہ کی نیت سے مکہ کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معہ اپنے صحابہ کے کوچ فرمایا۔ مدینے میں آپصلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن ام مکتومؓ کو اپنا قائم مقام بنایا۔ ادھر مدینہ شہر کی حفاظت کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن عبادہؓ کو مقرر فرمایا کہ وہ اپنی قوم خزرج کے تین سو جانبازوں کے ساتھ مدینہ طیبہ کی پہرہ داری کریں۔[89]

قبل از اسلام اس ادارے کا وجود نہیں تھا لیکن یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دور بینی اور فوجی سوجھ بوجھ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ادارے کی داغ بیل ڈالی۔ جنگ کے زمانے میں اور عام حالات میں ریاست اور صدر مقام کی حفاظت کے لئے ایک پہرہ دار فوج کی ضرورت تھی۔ جیسے کہ بتایا جاچکا ہے کہ اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے یہ اسلامی ریاست گھری ہوئی تھی اس صورت میں یہ ضروری تھا کہ جب اسلامی فوج دشمنوں سے مقابلہ کے لئے ریاست سے باہر ہوگی تو ریاست کی حفاظت کے لئے ایک پہرہ دار کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جاسکتا لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ پر تشریف لے جاتے تھے تو شہر کی حفاظت کے لئے ایک پہرہ دار فوج چھوڑ جاتے تھے۔[90]

اسلامی پہرہ دار فوج کے متعلق ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی "عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تنظیم ریاست و حکومت" میں رقمطراز ہیں کہ:

جنگ کے زمانے میں جب اسلامی فوج دشمنوں سے مقابلے کرنے یا ان کی مزاحمت کو کچلنے کے لئے باہر گئی ہوتی تھی تو ریاست کے پایہ تخت کو بلا کسی محافظ فوج کے نہیں چھوڑا جاسکتا تھا۔ کیونکہ اسی صورت میں شہری آبادی اور گرد کے دشمن یا مخالف قبائل کے حملہ کا شکار ہوسکتی تھی۔ اس کے علاوہ شہر کے مسلمان اپنے آپ کو محفوظ تصور نہیں کرسکتے تھے خاص کر اس صورت میں کہ جب اندرونی دشمن جیسے منافقین اور یہودی اپنی سازشوں سے باز نہیں آرہے تھے۔ ان حالات میں صدر مقام کی حفاظت اور دفاع کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی تھی بہر حال یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دور بینی اور فوجی سوجھ بوجھ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر کے دفاع کے مکمل انتظامات کئے تھے۔ چنانچہ جب کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہم یا سفر پر شہر سے باہر تشریف لے جاتے تو شہر کی حفاظت کے لئے ایک پہرہ دار فوج چھوڑ جاتے تھے۔ جو دشمن کے منصوبوں کو خاک میں ملاسکتی تھی یا ان کو شرارت سے باز رکھ سکتی تھی۔ یہ انتظامات صرف اپنی غیر حاضری میں ہی نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اپنی موجودگی میں بھی جب حالات غیر معمولی ہوتے تھے۔ ان کی طرف پوری توجہ دیتے تھے۔ اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ایک جانشین خلیفہ ونائب بھی چھوڑ کر جاتے تھے۔ جو مسلمانوں اور اسلامی ریاست کے مفادات کی دیکھ بھال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر حاضری میں کرتا تھا۔[91]

رسول اللہ ﷺ کی غزوات پر روانگی اور مدینہ طیبہ پر پہرہ داروں کا تقرر

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں غزوہ بدر کے موقع پر میں تیرہ سال کا تھا میں اس میں شریک نہیں ہوا غزوہ احد میں چودہ سال کا تھا میں لشکر کے ساتھ نکلا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا مجھے کم سن سمجھ کر واپس بھیج دیا اور چند افراد کے ساتھ جن میں اوس بن ثابت، اوس بن عرابہ اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہم بھی تھے مجھے مدینہ طیبہ کی پہرے داری پر مقرر فرمادیا۔[92]

ملٹری پولیس کا راستوں پر سخت پہرہ داری کرنا

راستوں کی سخت نگرانی کی وجہ سے پوشیدگی کا منصوبہ نہایت کامیاب ہوا۔ اسلامی محافظوں نے کسی بھی مشتبہ فرد کو مکہ کی طرف سفر نہیں کرنے دیا۔ اس وجہ سے مشرکین کو مکہ میں خبروں کا بالکل پتہ نہیں چل سکا۔[93]

---

[89] حلبی، برہان الدین، علی، علامہ، السیرۃ الحلبیۃ، مترجم، مولانا محمد اسلم قاسمی، کراچی: دار الاشاعت، مئی 2009ء، ص 44

[90] نجمہ، راجہ یٰسین، عہد نبوی ﷺ کا بلدیاتی نظم ونسق، کراچی: اسلامک ریسرچ اکیڈمی، نومبر 2008ء، ص 161

[91] صدیقی، محمد یٰسین، مظہر، ڈاکٹر، عہد نبویؐ میں تنظیم ریاست وحکومت، نئی دہلی: فرنٹیر آفسٹ پٹوری ہاؤس، طبع اول، 1988 ص 223

[92] الکتانی، الشیخ عبد الحیی، علامہ، التراتیب الادا ریۃ، مترجم، مولانا حافظ محمد ابراہیم فیضی، لاہور: فرید بک سٹال، طبع اول، اکتوبر 2005ء، ص 410

[93] احمد باشمیل، محمد، فتح مکہ، مترجم، مولانا اختر فتح پوری، کراچی، نفیس اکیڈمی، طبع اول، 1984، ص 136

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام راستوں پر پہرہ دینے والی جماعتیں بٹھادیں تاکہ ہر آنے جانے والے کے متعلق پتہ رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کوئی بھی انجان شخص تمہارے پاس سے گزرے تو اسے روک دینا۔[94]

مشتبہ افراد اور راستوں کی نگرانی

جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ سے اپنی فوج کی روانگی کی خبروں کو پوشیدہ رکھا ایسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان راستوں کی نگرانی کرنے کا حکم دے دیا جو مکہ کی طرف آتے ہیں اور ہر اس آدمی کو روکنے کا آرڈر جاری کر دیا جو مشکوک نظر آئے، راستوں کی نگرانی کا کام حضرت عمرؓ بن الخطاب کے سپرد کیا گیا، مورخین بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق، بطور نگران راستوں پر گھومتے پھرتے تھے اور محافظوں سے کہتے تھے کہ جو مشتبہ آدمی تمہارے پاس سے گزرے اسے میرے پاس لانا باقی تمام راستے پر امن تھے سوائے اس راستے کے جو مکہ کو جاتا تھا اس کی حفاظت ہو رہی تھی اور اس پر چلنے والے سے باز پرس کی جاتی تھی۔[95]

اسلامی لشکر کے پہرہ دار

حضور نبی کریم ﷺ اسلامی لشکر کی حفاظت کے لئے پہرہ داروں کو مقرر کرتے تھے تاکہ بے خبری میں دشمن حملہ آور ہو کر نقصان نہ پہنچائے۔

غزوہ احد میں اسلامی لشکر کے پہرہ دار

غزوہ احد کے پہرہ داروں کے متعلق روایت ہے کہ:

> الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، يُحَدِّثُ قَالَ: جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ أُحُدٍ، وَكَانُوا خَمْسِينَ رَجُلًا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ جُبَيْرٍ، فَقَالَ: إِنْ رَأَيْتُمُونَا تَخْطَفُنَا الطَّيْرُ فَلاَ تَبْرَحُوا مَكَانَكُمْ، هَذَا حَتَّى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ، وَإِنْ رَأَيْتُمُونَا هَزَمْنَا القَوْمَ وَأَوْطَأْنَاهُمْ، فَلاَ تَبْرَحُوا حَتَّى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ۔[96]
>
> ”حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد کے دن پچاس پیادوں پر عبد اللہ بن جبیر کو سردار مقرر کر کے فرمایا کہ اگر تم ہم کو اس حالت میں دیکھو کہ پرندے ہمارا گوشت کھا رہے ہیں تب بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹنا جب تک کہ میں تم سے کہلا نہ بھیجوں اور اگر تم یہ دیکھو کہ ہم نے کافروں کو بھگا دیا ہے اور ان کو پامال کر دیا ہے تب بھی تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا تا آنکہ میں تم کو کہلا نہ بھیجوں“

پہرے داروں کی لغزش

تیر انداز پہرہ داروں نے جو کوہ عینین پر تھے گفتگو کی آپس میں اختلاف ہو گیا ان کے امیر، عبداللہ بن جبیرؓ ایک قلیل جماعت کے ساتھ جو دس سے کم تھی اپنے مقام پر ثابت قدم رہے انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آگے نہ بڑھوں گا اپنے ساتھیوں کو نصیحت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یاد دلایا، مگر انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مراد نہیں مشرکین تو بھاگ گئے پھر ہمارا مقصد مقام یہاں کیوں ہو وہ لوگ لشکر کے پیچھے جا رہے تھے۔ انہیں کے ہمراہ لوٹ رہے تھے اور پہاڑ کو تنہا چھوڑ دیا۔ خالد بن ولید نے پہاڑ کو خالی اور وہاں والوں کی قلت کو دیکھا تو لشکر کو لوٹا یا عکرمہ بن ابی جہل بھی پیچھے رہ گیا۔ انہوں نے بقیہ تیر اندازوں پر حملہ کر کے قتل کر دیا ان کے امیر عبد اللہ بن جبیرؓ بھی قتل ہو گئے۔ مسلمانوں کی صفیں ٹوٹ گئیں، ان کی چکی گھوم گئی ہوا بدل کے مغربی ہو گی حالانکہ اس کے قبل مشرقی تھی،

---

[94] ابن ہشام، عبد الملک، ابو محمد، السیرۃ النبویۃ، مترجم، سید یٰسین علی حسنی، لاہور: ادارہ اسلامیات، طبع سوم، مئی 1994ء، ص 3/235

[95] احمد باشمیل، محمد، فتح مکہ، مترجم، مولانا اختر فتح پوری، کراچی، نفیس اکیڈمی، طبع اول، 1984، ص136

[96] بخاری، اَبو عبد اللہ، محمد بن اِسماعیل، الجامع صحیح البخاری، كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ، بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَازُعِ وَالِاخْتِلاَفِ فِي الحَرْبِ، وَعُقُوبَةِ مَنْ عَصَى إِمَامَهُ، رقم الحدیث: 3039

حرف و سخن HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

ابلیس لعنۃ اللہ نے ندا دی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل کر دیے گئے۔ مسلمانوں کے حواس جاتے رہے وہ خلاف قائدہ قتال کرنے لگے حیرانی اور جلدی کی وجہ سے جسے وہ جانتے بھی تھے ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے۔[97]

صلح حدیبیہ میں اسلامی لشکر کے پہرہ دار

اسی طرح صلح حدیبیہ میں مسلمانوں کے لشکر کے پہرہ دار کے متعلق روایت ہے کہ:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: لَمَّا انْصَرَفْنَا مِنْ غَزْوَةِ الْحُدَيْبِيَةِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ يَحْرُسُنَا اللَّيْلَةَ؟ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَقُلْتُ: أَنَا. فَقَالَ: إِنَّكَ تَنَامُ، ثُمَّ أَعَادَ: مَنْ يَحْرُسُنَا اللَّيْلَةَ؟ فَقُلْتُ: أَنَا. حَتَّى عَادَ مِرَارًا، قُلْتُ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: فَأَنْتَ إِذًا، قَالَ: فَحَرَسْتُهُمْ۔[98]

"حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے رات کو واپس آرہے تھے، ہم نے ایک نرم زمین پر پڑاؤ کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہماری خبر گیری کون کرے گا؟(فجر کے لئے کون جگائے گا؟) میں نے اپنے آپ کو پیش کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم بھی سو گئے تو؟ میں نے عرض کیا نہیں سوؤں گا، کئی مرتبہ کی تکرار کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ ہی کو متعین فرما دیا، اور میں پہرہ داری کرنے لگا"

غزوہ خیبر میں اسلامی لشکر کے پہرہ دار

غزوہ خیبر میں مسلم لشکر کے پہرہ دار کے متعلق روایت ہے کہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَفَلَ مِنْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ فَسَارَ لَيْلَةً حَتَّى إِذَا أَدْرَكَنَا الْكَرَى عَرَّسَ، وَقَالَ لِبِلَالٍ: اكْلَأْ لَنَا اللَّيْلَ۔[99]

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خیبر سے واپس ہوئے تو رات میں سفر کیا یہاں تک کہ ہم کو نیند آنے لگی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخر شب میں آرام کے لیے ایک جگہ اترے اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا ہماری حفاظت کرنا آج رات (جاگتے رہنا)"

غزوہ احزاب میں ریاست مدینہ کی پہرہ داری کا انتظام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے مکے سے روانہ ہونے کی خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو بلایا انہیں دشمن کی خبر دی اور مشورہ کیا سلمان فارسیؓ نے خندق کی رائے دی جو مسلمانوں کو پسند آئی اور یہ پہرہ داری کے متبادل کے طور پر سامنے آئی جس نے پورے شہر کو دشمن کے حملے سے محفوظ رکھا جس کی پہرہ داری کسی اور طریقے سے ممکن نہ تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ سلع کے میدان میں ان کی چھاؤنی قائم کی اور سلع کو پس پشت کیا اس روز مسلمان تین ہزار تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے پر عبداللہ بن ام مکتومؓ کو قائم مقام بنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر کے گرد خندق کھودی مسلمان عجلت کے ساتھ کام کرنے لگے چاہتے تھے کہ دشمن کے آنے سے پہلے تیار ہو جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے ہمراہ اپنے ہاتھ سے کام کیا تاکہ مسلمانوں کا حوصلہ بڑھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر جانب ایک جماعت کو مقرر فرمایا مہاجرین راتج کی طرف سے ذباب تک کھود رہے تھے اور انصار ذباب سے جبل بنی عبید تک باقی مدینے میں عمارتیں باہم ملی ہوئی تھی۔ جس سے ایک قلعہ معلوم ہوتا تھا۔ بنو عبد الاشہل نے راتج سے

---

[97] ابن سعد، محمد، علامہ، طبقات ابن سعد، مترجم، علامہ عبداللہ العمادی، کراچی: نفیس اکیڈیمی، س۔ن، ص 1 / 277

[98] ابن حنبل، احمد بن محمد، مسند الإمام احمد بن حنبل، مُسْنَدُ الْمُكْثِرِينَ مِنَ الصَّحَابَةِ، مُسْنَدُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ، رقم الحدیث: 3710

[99] ابو داود، سلیمان بن الاشعث بن اسحاق، سنن ابی داود، کِتَاب الصَّلَاةِ، بَابٌ فِي مَنْ نَامَ عَنِ الصَّلَاةِ، أَوْ نَسِيَهَا، رقم الحدیث 435

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

اس کے پیچھے تک خندق کھودی، اور اس طرح مسجد کی پشت تک آگئی۔ بنو دینار نے جرباء سے اس مقام تک خندق کھودی جہاں آج ابن ابی الجنوب کا مکان ہے اس کے کھودنے سے چھ دن میں فارغ ہوئے۔

متعدد مستند روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ مذکورہ بالا خندق کے کامیابی سے اختتام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسیؓ کے بارے میں جنہوں نے خندق کی کھدائی کا مشورہ دیا تھا فرمایا تھا "سلمان میرے اہل بیت میں سے ہیں" اور ان کے حق میں دعا فرمائی تھی۔[100]

مشرکین کا لشکر بری طرح ناکام ہوا کیونکہ اس جنگی چال سے وہ واقف نہ تھے یوں آپ ﷺ نے پورے شہر کی پہرہ داری کا موثر انتظام فرمایا۔

غزوہ حنین میں اسلامی فوج کے پہرہ دار

غزوہ حنین میں اسلامی فوجی لشکر کی پہرہ داری کے متعلق روایت میں ہے کہ

أَنَّهُ حَدَّثَهُ سَہْلُ ابْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ، أَنَّہُمْ سَارُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَأَطْنَبُوا السَّيْرَ، حَتَّى كَانَتْ عَشِيَّةً فَحَضَرْتُ الصَّلَاةَ، عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَارِسٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي انْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيكُم حَتَّى طَلَعْتُ جَبَلَ كَذَا وَكَذَا، فَإِذَا أَنَا بِہَوَازِنَ عَلَى بَكْرَةِ آبَاءِہِمْ بِظُعُنِہِمْ، وَنَعَمِہِمْ، وَشَاءِہِمْ، اجْتَمَعُوا إِلَى حُنَيْنٍ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: تِلْكَ غَنِيمَةُ الْمُسْلِمِينَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ، قَالَ: مَنْ يَحْرُسُنَا اللَّيْلَةَ؟، قَالَ أَنَسُ بْنُ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيُّ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: فَارْكَبْ، فَرَكِبَ فَرَسًا لَهُ فَجَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اسْتَقْبِلْ ہَذَا الشِّعْبَ حَتَّى تَكُونَ فِي أَعْلَاهُ، وَلَا نُغَرَّنَّ مِنْ قِبَلِكَ اللَّيْلَةَ ۔[101]

"حضرت سہل بن حنظلہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنگ حنین میں شریک ہوئے اور بہت لمبی منزل طے کی۔ جب تیسرا پہر ہوا تو نماز (ظہر) کا وقت ہو گیا۔ اور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک نماز ہوا اتنے میں ایک سوار آیا اور بولا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گیا یہاں تک کہ فلاں فلاں پہاڑ پر چڑھا اچانک میں نے دیکھا کہ قبیلہ ہوازن کے لوگ ایک جگہ جمع ہیں اور ان کے ساتھ ان کے اونٹ بکریاں اور عورتیں بھی ہیں۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے اور فرمایا اگر اللہ نے چاہا تو کل کو وہ مسلمانوں کا مال غنیمت ہوں گے اس کے بعد آپ نے فرمایا آج رات ہمارا پہرہ کون دے گا؟ یہ سن کر انس بن ابی مرثد غنوی نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہرہ میں دوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو پھر سوار ہو جا پس وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ہدایت کی کہ جا اس گھاٹی میں بلندی تک پہنچ اور خیال رہے کہ ہم رات میں تیری طرف سے دھوکہ نہ کھائیں۔ (یعنی پوری توجہ سے نگرانی کرنا ایسا نہ ہو کہ تیری غفلت سے ہمیں کوئی نقصان پہنچ جائے"

اسلامی ریاست کی سرحدوں کی پہرہ داری

حضرت ابو ھریرہؓ سے سرحدوں کی پہرہ داری کرنے والے کی فضیلت میں مروی ہے کہ:

عَنْ أَبِي هرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ مَاتَ مُرَابِطًا، وُقِيَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ۔[102]

[100] ابن کثیر، عماد الدین، ابو الفدا، علامہ، البدایۃ والنھایۃ، مترجم، پروفیسر کوکب شادانی، کراچی: نفیس اکیڈیمی، طبع اول، جون 1887ء، ص 4/78

[101] اَبو داود، سلیمان بن الاَشعث بن اِسحاق، سنن اَبی داود، كِتَاب الْجِهَادِ بَابٌ فِي فَضْلِ الْحَرْسِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى، رقم الحدیث، 2501

[102] ابن حنبل، اَحمد بن محمد، مسند الإمام اَحمد بن حنبل، مُسْنَدُ الْمُكْثِرِينَ مِنَ الصَّحَابَةِ، مُسْنَدُ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، رقم الحدیث، 4429

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص سرحدوں کی حفاظت کرتا ہوا فوت ہو جائے وہ قبر کے عذاب سے محفوظ رہے گا"

اس حدیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرحدوں کی حفاظت کرنے والے کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ اگر سرحدوں کی حفاظت کرتے ہو ئے اپنی جان اللہ تعالیٰ کے راستے میں قربان کردے تو وہ قبر کے عذاب سے بچالیا جائے گا۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ۔[103]

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک دن (اسلامی سرحدوں کی) حفاظت کرنا دوسرے ہزار دنوں سے بہتر ہے جو گھروں میں گزرے ہوں۔"

اس حدیث طیبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دن اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرنا ہزاروں دنوں سے بہتر ہے جو کہ گھروں میں معمول کے کام کاج میں گزارے جاتے ہیں۔

عورتوں اور بچوں کی پہرہ داری کا انتظام

غزوہ احزاب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کے متعلق حکم دیا، چنانچہ انہیں مدینہ کے قلعوں میں بٹھا دیا گیا اور ابن ام مکتومؓ کو ان کا پہریدار مقرر کیا گیا۔[104]

اسی طرح عبداللہ بن زبیرؓ، حسان بن ثابتؓ کی گڑھی یعنی چھوٹے قلعے میں تھے خود حسان ابن سلمہؓ بھی عورتوں کے ساتھ وہیں پہرہ داری پر تھے۔[105]

اسی طرح ایک اور روایت میں بھی ہے کہ

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: كُنْتُ يَوْمَ الأَحْزَابِ جُعِلْتُ أَنَا وَعُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ فِي النِّسَاءِ، فَنَظَرْتُ۔[106]

"احمد ہشام عروہ حضرت عبداللہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ احزاب کے ایام میں میں نے اور عمر بن ابی سلمہ نے عورتوں کی حفاظت کی"

حضرت صفیہؓ کی شجاعت

غزوہ احذاب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حسان بن ثابتؓ کے قلعہ میں تشریف رکھتی تھیں۔ اور حسان بن ثابتؓ بھی اسی قلعہ میں عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لئے موجود تھے۔ حضرت صفیہؓ فرماتی ہیں۔ میں نے ایک یہودی کو دیکھا کہ ہمارے قلعہ کے گرد پھر رہا ہے اور میں جانتی تھی کہ بنی قریظہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کو توڑ دیا ہے۔ اور ہمارے دشمن ہو گئے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مع مسلمانوں کے دشمنوں کے مقابل میں اگر ادھر سے کوئی دشمن آ گیا تو سخت مشکل ہو گی۔ اس خیال سے میں نے حسانؓ سے کہا کہ یہ یہودی ہمارے قلعہ کے گرد پھر کر ضرور موقع محل دیکھ رہا ہے۔ یہ یہودیوں کا مخبر معلوم ہوتا ہے۔ تم اس کو جا کر قتل کر دو۔ حسانؓ نے کہا اے صفیہ تم جانتی ہو۔ کہ میں تو اس کام کا آدمی نہیں ہوں۔ صفیہؓ کہتی ہیں جب حسانؓ کا میں نے یہ جواب سنا اور سمجھی کہ ان میں ہمت نہیں ہے تو میں

---

[103] الترمذی، أبو عیسی، محمد بن عیسی، الجامع الکبیر سنن الترمذی، أَبْوَابُ فَضَائِلِ الْجِهَادِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْمُرَابِطِ، رقم الحدیث،1467

[104] ابن قیم، ابی عبد اللہ، علامہ، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، مترجم، رئیس احمد جعفری، کراچی: نفیس اکیڈیمی، 1990ء، ص2/709

[105] حلبی، برہان الدین، علی، علامہ، السیرۃ الحلبیۃ، مترجم، مولانا محمد اسلم قاسمی، کراچی: دار الاشاعت، مئی 2009ء، ص2/369

[106] بخاری، أبو عبداللہ، محمد بن إسماعیل، الجامع صحیح البخاری، کِتَابُ المَنَاقِبِ، بَابُ مَنَاقِبِ الزُّبَيْرِ بْنِ العَوَّامِ، رقم الحدیث:3720

خود ایک لٹھلے کے قلعہ سے باہر نکلی اور اس یہودی کو میں نے لٹھمار مار کر قتل کر دیا۔ پھر حسانؓ سے آکر کہا کہ اے حسانؓ میں اس کو قتل کر آئی ہوں تم جا کر اس کے کپڑے اور ہتھیار لے آو۔[107]

مجاہدین کے اہل خانہ کی حفاظت و پہرہ داری

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کے اہل خانہ کی حفاظت و پہرہ داری کے متعلق ارشاد فرمایا

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِمْ، وَإِذَا خَلَفَهُ فِي أَهْلِهِ فَخَانَهُ، قِيلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: هَذَا خَانَكَ فِي أَهْلِكَ فَخُذْ مِنْ حَسَنَاتِهِ مَا شِئْتَ، فَمَا ظَنُّكُمْ "۔[108]

"حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد ماجد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا گھر بیٹھنے والے پر خواتین مجاہدین اس طریقہ سے حرام ہیں جس طریقہ سے کہ ان پر ان کی مائیں۔ اس وجہ سے اگر کسی مجاہد نے کسی کو اپنے اہل خانہ کی حفاظت کے واسطے مقرر کیا اور اس نے اس میں خیانت کی تو قیامت کے روز مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا جائے گا کہ اس شخص نے تیرے گھر والوں کے متعلق تجھ سے خیانت کی تھی اس وجہ سے تم اس شخص کے نیک اعمال میں سے جس قدر دل چاہے لے سکتے ہو اب تم لوگوں کی کیا رائے ہے؟"

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ:

عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللهِ فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ فَقَدْ غَزَا۔[109]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کی راہ میں جانے والے غازی کو سامان مہیا کرے گا وہ بھی جہاد کرنے والوں کے حکم میں شامل ہے۔ (یعنی مجاہد ہے) اور جس شخص نے کسی غازی کے اہل و عیال کی (بطور نائب) حفاظت کی گویا کہ وہ بھی شریک جہاد ہے۔"

مہاجرین کی رہائش کا انتظام مسجد کے اندر کیمپ لگا کر یا صفہ میں کیا جاتا تھا تاکہ وہ محفوظ رہیں۔[110]

میدان جنگ میں دوران نماز پہرہ داری کا انتظام

میدان جنگ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان لشکر کی حفاظت و پہرہ داری کا انتظام صلوٰۃ الخوف کے ذریعے فرماتے۔ نماز خوف میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت طیبہ یہ تھی کہ جب دشمن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور قبلہ کے درمیان ہوتا تو تمام مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سر اٹھالیتے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں جاتے اور جو صف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تر ہوتی وہ بھی سجدہ کرتی،، اور آخری صف دشمن کے مقابلہ میں کھڑی رہتی۔ جب آپ پہلی رکعت سے فارغ ہوتے اور دوسری کے لئے اٹھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے پر دوسری صف سجدہ کرتی۔ اگر دشمن قبلہ کے علاوہ کسی دوسرے رخ پر ہوتا اس وقت کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو جماعتیں بنالیتے ایک جماعت دشمن کے مقابلہ میں کھڑی رہتی اور دوسری جماعت ے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے۔[111]

---

107 ابن ہشام، عبد الملک، ابو محمد، السیرۃ النبویۃ، مترجم، سید یلیین علی حسنی، لاہور: ادارہ اسلامیات، طبع سوم، مئی 1994ء، ص2/164

108 النسائی، اَبو عبد الرحمن اَحمد بن شعیب، السنن الصغری للنسائی، كِتَابُ الْجِهَادِ، مَنْ خَانَ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ، رقم الحدیث:3190

109 الترمذی، اَبو عیسی، محمد بن عیسی، الجامع الکبیر سنن الترمذی، أَبْوَابُ فَضَائِلِ الْجِهَادِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا، رقم الحدیث:1628

110 نجمہ، راجہ یلیین، عہد نبوی ﷺ کا بلدیاتی نظم و نسق، کراچی: اسلامک ریسرچ اکیڈمی، نومبر 2008ء، ص146

111 ابن قیم، ابی عبد اللہ، علامہ، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، مترجم، رئیس احمد جعفری، کراچی: نفیس اکیڈمی، 1990ء، ص1/432، 433

اہل اموال اور جانوروں کے مالکان کو پہرہ داری کا حکم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل اموال کو دن میں نگرانی و پہرہ داری کرنے کو کہا اور جانوروں کے مالکان کو جو فصلوں کا نقصان کرتے ان کو رات کو کو اپنے جانوروں کی پہرہ داری کا حکم دیا۔ حدیث مبارکہ میں ہے

مُحَيِّصَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ نَاقَةً لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ دَخَلَتْ حَائِطَ رَجُلٍ فَأَفْسَدَتْهُ عَلَيْهِمْ، فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَهْلِ الْأَمْوَالِ حِفْظَهَا بِالنَّهَارِ، وَعَلَى أَهْلِ الْمَوَاشِي حِفْظَهَا بِاللَّيْلِ۔[112]

”محیصہ سے روایت ہے کہ حضرت براء بن عاذب کی ایک اونٹنی کسی آدمی کے باغ میں داخل ہوگئی اور اسے تباہ کر ڈالا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بارے میں فیصلہ فرمایا اہل اموال دن میں تو خود پہرہ داری کریں جبکہ رات میں جانوروں کے مالکان اس کی حفاظت کریں“

ریاست کے مال پر پہرہ داروں کا تقرر

آپ ﷺ جو مال اکٹھا ہوتا تھا اس کی حفاظت و نگرانی کے لیے پہرہ دار متعین فرماتے تھے اس کے متعلق حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: وَكَّلَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ، فَأَتَانِي آتٍ، فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ، فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَصَّ الحَدِيثَ، فَقَالَ: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الكُرْسِيِّ، لَنْ يَزَالَ مَعَكَ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ، وَلاَ يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ، ذَاكَ شَيْطَانٌ ۔[113]

”ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر کے صدقہ کی نگرانی پر مقرر کیا تھا، ایک شخص اس سے لپ بھر کر جانے لگا تو میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ضرور لے چلوں گا، اس کے بعد پوری حدیث بیان کی، پھر اس نے بتایا کہ جب اپنے بستر پر آرام کرو تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو اس سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ تمہارا نگہبان رہے گا اور صبح تک شیطان پاس نہ پھٹکے گا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے، لیکن وہ خود جھوٹا ہے (اور فرمایا) کہ وہ کہنے والا شیطان تھا“

سامان حرب کی پہرہ داری کا انتظام

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جو اسلحہ جات اور گھوڑے وغیرہ غنیمت میں ہاتھ آتے انہیں افواج میں تقسیم سے بچ رہنے کے بعد محفوظ کر لیا جاتا اور ان کی حفاظت کے لیے پہرہ دار افسران کا تقرر بھی کیا جاتا۔ بدر سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین گھوڑے حاصل کیے تھے اور سعد بن اسعد بن زرارہ خزرجیؓ کے ذمہ ان کی پہرہ داری تھی اور غزوہ حنین کے موقع پر حضرت عبد الرحمن بن ازہری کو گھوڑوں کا افسر مقرر کیا گیا تھا۔ عمرۃ القضا میں اسلحہ جات کا پہرہ دار حضرت بشیر بن سعد خزرجیؓ کو مقرر کیا گیا تھا۔[114]

جنگی قیدیوں پر پہرہ داروں کا تقرر

جنگ میں مسلمان لشکر کی قید میں آنے والوں کی نگرانی کا انتظام کیا جاتا اور اس مقصد کے لیے حضرت ابو قتادہؓ کو قیدیوں پر پہرہ دار مقرر کیا گیا۔[115]

---

[112] أبو داود، سلیمان بن الأشعث بن إسحاق، سنن أبي داود، كِتَاب الْبُيُوعِ، بَابُ الْمَوَاشِي تُفْسِدُ زَرْعَ قَوْمٍ، رقم الحدیث: 3569

[113] بخاری، أبو عبد اللہ، محمد بن إسماعیل، الجامع صحیح البخاری، كِتَابُ فَضَائِلِ القُرْآنِ، بَابُ فَضْلِ سُورَةِ البَقَرَةِ، رقم الحدیث: 5010

[114] نجمہ، راجہ یٰسین، عہد نبوی ﷺ کا بلدیاتی نظم و نسق، کراچی: اسلامک ریسرچ اکیڈمی، نومبر 2008ء، ص 163

[115] ابن قیم، ابی عبد اللہ، علامہ، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، مترجم، رئیس احمد جعفری، کراچی: نفیس اکیڈیمی، 1990ء، ص 2/1975

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

میدان جنگ میں سالار فوج کی پہرہ داری کا انتظام

میدان جنگ میں جب دشمن کی فوجوں سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے تو سالار فوج کی حفاظت بھی جنگ میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے نہایت اہمیت کی حامل ہوتی ہے کیونکہ اس نے ساری فوج کو کمانڈ کرنا ہوتا ہے۔ اسی ضرورت کے پیش نظر اسلامی فوج میں سالار فوج کی حفاظت و پہرہ داری کا خاص اہتمام کیا جاتا۔[116]

خلاصہ بحث

اسلامی ریاست کو دشمن سے مامون و محفوظ بنانے کے لئے اپنی قوت اور ذرائع مواصلات کی پوری پوری نگرانی کی جائے تاکہ دشمن اچانک حملہ نہ کر سکے۔ دوسرا یہ کہ دشمن کو معلومات حاصل کرنے سے روکا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں تمام غزوات میں نہایت احسن انتظامات کیے اور دشمن کو معلومات فراہم نہ ہونے دینے کے لیے پوری کوشش کی۔ طلایہ گرد دستے معلومات فراہم کرنے والے اور لشکر کا ساقہ (پچھلا حصہ) جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوات سے واپسی کے وقت مقرر فرماتے تھے اور اس کی غرض صرف یہ ہوتی تھی کہ فوج کو دشمن کے ناگہانی حملہ سے محفوظ و مصون رکھا جائے، اسی طرح پہرے داروں کو بھی فوج کی حفاظت کے لیے مقرر کیا جاتا تاکہ دشمن اچانک حملہ نہ کر دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دشمن کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی بہت کوشش فرماتے تھے جس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مختلف ذرائع استعمال فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام اعمال میں رازداری سے کام لیا اور ریاست کی حفاظت و پہرہ داری کا ہر ممکن انتظام کیا۔ جب مکہ میں مشرکین نے مسلمانوں پر ظلم وستم کی انتہا کر دی تب مسلمانوں نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادھر پہنچ کر ریاست مدینہ کی بنیاد رکھی لیکن مشرکین مکہ نے وہاں بھی مسلمانوں کا پیچھا کیا اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی تدبیریں کرنے لگے وہاں کے لوگوں کو خط لکھا کہ ان کو وہاں سے نکال دو یا پھر ہمارے ساتھ لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ اس ساری صورتحال سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگاہ تھے تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاست مدینہ کی حفاظت کے لیے جو اقدامات کیے ان کی نظیر تاریخ انسانی میں نہیں ملتی جس میں کمال تدبر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاست مدینہ کو ایک مضبوط اور محفوظ ریاست کے طور پر منوایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیگر قبائل مدینہ سے حفاظتی معاہدات کیے گشتی دستوں کو مہمات پر روانہ کیا مدینہ طیبہ میں پہرہ دار فوج کا تقرر کیا اور پہلی مسلم ریاست کو محفوظ بنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاست مدینہ کی حفاظت کی غرض سے جاسوس دستے بھی روانہ کیے جن کی مدد سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دشمنوں کے ارادوں سے قبل از وقت آگاہ ہو جاتے تھے اور ریاست کو محفوظ بنانے کے لیے پیشگی اقدامات کر لیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مثالی ریاست قائم کی جس میں لوگوں کے جان ومال محفوظ تھے۔

---

[116] حامد الانصاری، مولانا، اسلام کا نظام حکومت، لاہور: تراب مبین پبلشرز، جنوری 1999ء، ص 381